بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 42

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

3/ ربیع الثانی 1445 ہجری قمری ● 19/ اخاء 1402 ہجری شمسی ● 19/ اکتوبر 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ اَکۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا

(سورۃ الکھف:55)

ترجمہ: اور ہم نے خوب پھیر پھیر کر لوگوں کیلئے اِس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں جبکہ انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/ اکتوبر 2023 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جوشخص خدا کیلئے زندگی وقف کر دیتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے

نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے، سُستی اور کسل اُس کے پاس نہیں آتا

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے، مَیں پھر کہتا ہوں کہ سُست نہ بنو

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے، لیکن کس دنیا کو؟ حسنۃ الدنیا کو جو آخرت میں حسنات کی موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آ گیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کیلئے اختیار کرنے چاہئیں۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو۔ نہ ہم جنسوں میں کسی عار وشرم کا باعث۔ ایسی دنیا بے شک حسنۃ الاٰخرۃ کا موجب ہوگی۔

پس یاد رکھو کہ جو شخص خدا کیلئے زندگی وقف کر دیتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے۔ سُستی اور کسل اُسکے پاس نہیں آتا۔ حدیث میں عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا ہے تو میرے باپ نے جواب دیا کہ مَیں بڈھا ہوں، کل مر جاؤں گا۔ پس اُس کو حضرت عمر نے فرمایا تجھ پر ضرور ہے کہ درخت لگاوے۔ پھر میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ سُست نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ حصولِ دنیا سے منع نہیں فرماتا، بلکہ حسنۃ الدنیا کی دعا تعلیم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ انسان بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہے بلکہ اُس نے صاف فرمایا ہے لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40) اس لیے مومن کو چاہئے کہ وہ جدوجہد سے کام کرے، لیکن جس قدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنا لو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کیلئے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔ دولت مندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مُفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اول نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہو کر لانظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اول ہوئے۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 494، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیوی کا شوہر کے مال کو اسکی اجازت کے بغیر بچوں پر خرچ کرنا

(2460) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آئیں۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ابوسفیان بہت بخیل آدمی ہے۔ تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر مَیں اُس کے مال سے اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم انہیں دستور کے مطابق کھلاؤ۔

پڑوسی کا حق

(2463) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دِیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے نہ روکے۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم، مطبوعہ 2008 قادیان)

سونے کے کنگن پہنانے سے کیا مراد ہے؟

● اگر تو اِس سے مراد دُنیا ہو تو اِس سے مراد یہ لی جائے گی کہ مسلمانوں کو بادشاہتیں ملیں گی

● اگر اس سے مراد اگلا جہان ہو تو وہاں سونے کے کڑوں سے مادی سونے کے کڑے مراد نہیں ہو سکتے بلکہ خاص قسم کے اعزاز مراد لئے جائیں گے

اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّیَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡہَا عَلَی الۡاَرَآئِکِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا

(سورۃ الکھف آیت 32)

(ترجمہ: ان لوگوں کیلئے دائمی رہائش کے باغات (مقدر) ہیں (ان میں) ان کے (اپنے انتظام کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کیلئے ان میں سونے کے کنگنوں کی قسم کے زیور بنوائے جائیں گے۔ وہ باریک ریشم کے اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے۔ ان (بہشتوں) میں آراستہ پلنگوں پر تکئے لگائے (ہوئے بیٹھے) ہوں گے۔ یہ کیا ہی اچھا اجر ہے اور وہ بہت ہی اچھا ٹھکانا ہے)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سونے کے کڑوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ مردوں کیلئے سونے کے کڑے پہننے ناجائز ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تو اس سے مراد دنیا ہو تو اس سے مراد یہ لی جائے گی کہ ان کو بادشاہتیں ملیں گی۔ سونے کے کنگن پہننے سے مراد بادشاہت ہے۔ پرانے زمانہ میں سونے کے کنگن بادشاہ پہنا کرتے تھے۔ پس یہاں بتایا ہے کہ مسلمانوں کو بادشاہ بنایا جائے گا اور اگر اس سے مراد اگلا جہان ہو تو اس جہان کی ہر شئے روحانی ہے۔ وہاں سونے کے کڑوں سے مادی سونے کے کڑے مراد نہیں ہو سکتے بلکہ خاص قسم کے اعزاز مراد لئے جائیں گے۔

مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ یعنی جیسے ریشمی کپڑا پہننے سے آرام اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح وہاں بھی ایسا لباس ملے گا جس سے لذت اور آرام محسوس ہو گا اور اسکے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ چیزیں جن کے لائق ہوں گی ان کو پہنائی جائیں گی۔ جیسے حضرت عمرؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی کپڑا دیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے آپ نے یہ کیسے دیا۔ مردوں کیلئے تو ریشم پہننا ناجائز ہے اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا تم اسے اپنی بیوی کو پہنا سکتے ہو۔

نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا یعنی قرآن کریم پر سچا ایمان لانے والوں کو جو انعامات ملیں گے وہ تباہی کی طرف نہ لے جائیں گے بلکہ ان کے نتیجہ میں امن اور اطمینان پیدا ہو گا اور حسنت مرتفقا سے یہ بتایا کہ قرآنی تعلیم پر چل کر جو دوستیاں اور رفاقتیں ہوں گی وہ چونکہ اخلاص پر مبنی ہوں گی اور ذاتی اغراض ان کے پیچھے پوشیدہ نہ ہوں گی، ان دوستیوں کے نتیجہ میں لڑائیاں نہیں ہوں گی بلکہ امن حاصل ہو گا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 446، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

اداریہ
جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 29/ ستمبر 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

کینیڈا میں مقیم عرب احمدی احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات

پیغام سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 2023

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

نماز جنازہ حاضر و غائب

اعلان وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار“

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)......(10)

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار ’منصف‘ حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ نو شماروں سے ہم اخبار ”منصف“ حیدر آباد کے، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17/اگست کے شمارہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ منصف کا ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ :

”مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت، محدثیت، مہدویت، مثلیت مسیح، مسیحیت، ظلی نبی، بروزی نبی، حقیقی نبی، ظل محمد ﷺ حتی کہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے باوجود اس کو ماننے والے خود کو احمدی مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں اور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ مسلمان بھی انہیں ایسا ہی خیال کریں۔“

آج ہم ظلی نبی اور بروزی نبی کے اعتراض کا جواب دیں گے۔ گزشتہ شمارہ میں ہم نے ظل محمد ﷺ پر اعتراض کا جواب دیا ہے اور متعدد حوالوں سے ثابت کر دیا کہ بزرگانِ اُمت نے امام مہدی علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کا کامل ظل، کامل بروز، کامل عکس، کامل مظہر، آنحضرت ﷺ کا دوسرا نسخہ اور آنحضرت ﷺ کی کامل شبیہ قرار دیا ہے۔ اس سے ظلی نبی اور بروزی نبی کا مسئلہ بالکل واضح اور حل ہو گیا۔ ظلی اور بروزی نبوت کی یہی حقیقت ہے کہ امام مہدی آنحضرت ﷺ کی شبیہ ہونگے، عکس ہونگے، ظل اور بروز ہونگے۔ بزرگانِ امت نے تو یہاں تک کہا ہے کہ امام مہدی کو دیکھ کر گمان ہوگا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ دوبارہ اس دُنیا میں آ گئے ہیں۔

اب ہم سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بعض وہ ارشادات پیش کرتے ہیں جس سے کہ ظلی اور بروزی نبوت کا مسئلہ بالکل واضح اور صاف ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت بالکل کھل جاتی ہے۔

آپؑ آنحضرتؐ کے ظل اور بروز ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کا نام محمد اور احمد رکھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النّبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں ﷺ، پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

مہدی خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرتؐ ہوگا

فرمایا : بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت ﷺ ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں۔

بروز کے لئے رشتہ دار ہونا ضروری نہیں

بروز کیلئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔

مہدی کو آنحضرتؐ کا جسمانی رشتہ دار قرار دینا آنحضرتؐ کی شان معرفت کے خلاف ہے

یہ خیال آنحضرت ﷺ کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔

اگر رشتہ داری ضروری تھی تو پھر نواسہ کی جگہ بیٹے کی پیشگوئی ہونی چاہئے تھی

اور اگر بروز کیلئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت ﷺ کے کسی کے باپ ہونیکی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔

اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو مسیح کے صحابہ آنحضرتؐ کے صحابہ کیونکر ٹھہرتے

اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں اُس موعود کے رفیق آنحضرت ﷺ کے صحابہ کیوں ٹھہرتے۔ اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔

مسیح موعود کے متعلق جسمانی خیال کے لوگوں کی رائے

جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اُس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کمال مسیح موعود میں منعکس ہوگا

لیکن آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا، اس کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث، اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اُس سے لے گا اور اُس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اُس کا نام لے گا، اُس کا خلق لے گا، اُس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔

بروز ہونے سے ختم نبوت کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ ختم نبوت کی شان دوبالا ہو جاتی ہے

تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النّبیین کی مُہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلی ﷺ تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من دیگرم تو دیگری من تن شدم تو جاں شدی ...... ☆ ...... تا کس نہ گوید بعد زیں من دیگرم تو دیگری

کسی بھی غیر کے آنے سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائیگی

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النّبیین کی مُہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آ سکتے ہیں۔ غرض خاتم النّبیین کا لفظ ایک الٰہی مُہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔

بروز کا تو اللہ کی طرف سے وعدہ تھا

اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے۔ لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی......غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہو نہ آنحضرت ﷺ سے......ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو! مستلزم تکذیب آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے وہ ختمیت کی مُہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے ظاہر ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212 تا 216)

مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اس کی طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلّی طور پر اپنے پر لے گا اور اپنی زندگی اُسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مر کر بھی اُسی کی قبر میں جائے گا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا مگر ظلّی طور پر، اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن کیا جائے گا کیونکہ رنگِ دوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے۔ دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہلِ دنیا اس بات کو جانتے کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ اِسْمُہٗ کَاِسْمِیْ وَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ تو وہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے۔ اِس نکتہ کو یاد رکھو کہ مَیں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور مَیں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر مَیں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ مَیں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجودِ محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا۔ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 381، حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ تمام ارشادات قرآن و حدیث اور بزرگانِ اُمت کے اقوال و ارشادات کے مطابق ہیں اور اُن کی تفسیر ہیں۔ ارشادات تو بہت ہیں پر جگہ کی تنگی کے باعث ہم نے کچھ ہی پیش کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

...... ☆ ...... ☆ ......

خطبہ جمعہ

توہین رسالت کی کسی قسم کی کوئی ایسی سزا شریعت اسلام میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کے واقعات کی کوئی حقیقت ہے

مشرکین بھی اپنے شرک کو دین سمجھتے تھے اور خدائے واحد کی عبادت کو گمراہی، آجکل بھی یہی حال ہے

عُمیر بن وَہْب کے قبولِ اسلام کا ایمان افروز واقعہ

عُمیر نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا آپؐ کے ساتھ ہے جس نے آپؐ کو ہمارے ارادوں سے اطلاع دے دی ورنہ جس وقت میری اور صفوان کی بات ہوئی تھی اس وقت وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شاید خدا نے یہ تجویز میرے ایمان لانے ہی کیلئے کروائی ہے اور مَیں سچے دل سے آپؐ پر ایمان لاتا ہوں

بدر کے بعد بعض لوگ مسلمان بھی ہوئے لیکن منافقانہ رنگ رکھتے تھے، ان میں عبداللہ بن اُبَی بن سلول بھی تھا

جتنا عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قَرْقَرَةُ الْكُدْر میں قیام پذیر رہے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی لڑائی کے فتحیاب ہو کر واپس آگئے

ہجرت کے دوسرے برس رمضان کے اختتام پر یکم شوال کو آپ ﷺ نے پہلی عید الفطر ادا فرمائی

اسلام کی عیدیں اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہیں، پس یاد رکھنا چاہئے کہ عیدوں کی یہ اہمیت ہے کہ ہمیشہ صرف خوشیاں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہونا چاہئے اور عبادت بھی ہونی چاہئے

عَصْماء بنت مروان کے قتل کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ اور توہین رسالت کی سزا سے متعلق ایک مشتبہ روایت پر سیر حاصل بحث

تاریخ وسیرت کی بعض کتب میں یہ واقعہ ملتا ہے لیکن صحاح ستہ اور حدیث کی کسی بھی معتبر کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں ہے

شدت پسند ملاں نے ان واقعات کو اہمیت دے کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بدنام کیا ہے اور آجکل اسی طرح من گھڑت کہانیاں بنا کر یہ مولوی احمدیوں کے خلاف بھی شدت پسندی کے اظہار کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں

غزوۂ بدر کے بعد وقوع پذیر ہونے والے بعض واقعات بشمول غزوۂ بنو سلیم یا قَرْقَرَةُ الْكُدْر کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 ستمبر 2023ء بمطابق 29 تبوک 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

جنگِ بدر کے بعد کے واقعات کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان واقعات سے اگر تاریخ پڑھیں تو جہاں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور زندگی کے واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے وہاں بعض تاریخی باتیں بھی علم میں آتی ہیں اور بعض غلط روایات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے جنہوں نے اسلام کا غلط چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے اور مخالفینِ اسلام اس سے اسلام کو بدنام کرنے کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور شدت پسند مسلمان اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں۔

بہرحال آج جو واقعات مَیں بیان کرنے لگا ہوں ان میں پہلا واقعہ عُمیر بن وَہْب کا ہے جو جنگ کے بعد اپنی ناکامی، مشرکین کو جو ناکامی ہوئی تھی اس کا بدلہ لینے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کیلئے مکہ سے مدینہ آیا تھا لیکن وہاں اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کچھ اَور کام کیا اور اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ بدر کے قیدیوں میں وہب بن عمیر بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اسے رِفَاعَہ بن رافع نے گرفتار کیا تھا۔ اس کا باپ عُمیر قریش کے سرغنوں میں سے تھا یعنی عمیر بن وہب جس نے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچائی تھیں مگر پھر غزوۂ بدر کے بعد یہ مسلمان ہو گیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ مسلمان ہونے سے پہلے عمیر اور صفوان بن امیہ ایک دن مکہ میں حطیم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ صفوان اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا۔ یہ دونوں جنگِ بدر میں اپنی شکست اور اپنے بڑے بڑے سرداروں کے متعلق باتیں کر رہے تھے جو اس جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔ صفوان نے کہا خدا کی قسم! ان سرداروں کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی کا مزہ ہی ختم ہو گیا ہے۔ عمیر نے کہا کہ خدا کی قسم! تم سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اگر میرے اوپر ایک شخص کا قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کا میرے پاس کوئی انتظام نہیں ہو رہا اور پھر اپنے پیچھے اپنے بیوی بچوں کی پریشانی کا خیال نہ ہوتا جو میرے بعد تنگدستی میں مبتلا ہو سکتے ہیں تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر ان کو قتل کر دیتا کیونکہ میرے وہاں پہنچنے کی وجہ بھی موجود ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں میں قید ہے۔ یہ سنتے ہی صَفْوان نے عُمیر کے قرض کی ذمہ داری لے لی اور کہا تمہارا قرض میرے ذمہ رہا مَیں اس کو ادا کر دوں گا اور تمہارے بیوی بچے میرے بیوی بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک وہ زندہ ہیں مَیں ان کی کفالت اور پرورش کا ذمہ لیتا ہوں۔ تم جاؤ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نعوذ باللہ قتل کر ڈالو۔ عمیر یہ سنتے ہی جانے پہ راضی ہو گیا۔ اس نے صفوان سے کہا۔ میرے اور تمہارے درمیان جو یہ معاملہ ہوا ہے اس کو راز میں رکھنا۔ صفوان نے وعدہ کر لیا۔ اب عمیر نے گھر جا کر اپنی تلوار نکالی اس پہ دھار لگائی، اس کو زہر میں بجھایا اور اس کے بعد مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچا۔

جب عمیر مسجد نبویؐ پہنچا تو یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور غزوۂ بدر کی باتیں کر رہے تھے۔ عمیر نے جونہی مسجد نبویؐ کے دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھائی تو حضرت عمرؓ کی اس پر نظر پڑی کہ عمیر تلوار ہاتھ میں لیے اتر رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھتے ہی کہا کہ خدا کا دشمن عُمیر بن وہب ضرور کسی بُرے ارادے سے یہاں آیا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کے حجرۂ مبارک میں گئے اور عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! خدا کا یہ دشمن عُمیر بن وہب ننگی تلوار لیے آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسے میرے پاس اندر لے آؤ۔ کوئی بات نہیں میرے پاس اندر لے آؤ۔ حضرت عمرؓ سیدھے عمیر کے پاس آئے اور تلوار کا جو پٹکا اس کی گردن میں پڑا ہوا تھا اس کو مضبوطی سے پکڑ کر عمیر کو لے چلے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ اس وقت وہاں جو انصاری مسلمان موجود تھے ان سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر چلو اور آپؐ کے قریب ہی بیٹھو کیونکہ اسکی طرف سے مجھے اطمینان نہیں ہے۔ اسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں آ رہے ہیں کہ ہاتھ سے عمیر کی تلوار کا وہ پٹکا مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے جو اس کی گردن میں تھا تو آپؐ نے فرمایا۔ عمر! اس کو چھوڑ دو۔ پھر آپؐ نے فرمایا: عُمیر قریب آؤ۔ چنانچہ عمیر قریب آیا اور اس نے جاہلیت کے آداب کے مطابق اَنْعِمُوْا صَبَاحًا کہتے ہوئے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمیر ہمیں اسلام نے تمہارے اس سلام سے بہتر سلام سے سرفراز فرمایا ہے جو جنت والوں کا سلام ہے۔ تم کس لیے آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں اپنے اس قیدی یعنی اپنے بیٹے کے سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے قبضے میں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اسکے سلسلے میں آپ لوگ اچھا اور نیک معاملہ کریں۔ آپؐ نے اس کی ننگی تلوار دیکھ کے فرمایا: پھر اس تلوار کا کیا مطلب ہے؟ عمیر نے کہا خدا اس تلوار کا ناس کرے۔ کیا آپ نے ہمیں کسی قابل چھوڑا ہے؟ اس تلوار نے پہلے کونسا ہمارا ساتھ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے سچ سچ بتاؤ تم کس مقصد سے آئے ہو؟ آپؐ کو اس کی بات پہ یقین نہیں آیا۔ عمیر نے کہا میں واقعی اس کے سوا اَور کسی ارادے سے نہیں آیا کہ اپنے قیدی کے متعلق آپ سے بات کروں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ ایک دن تم اور صَفْوَان بن

امیہ حطیم کے پاس بیٹھے تھے اور قریش کے ان مقتولوں کی باتیں کر رہے تھے جن کو جنگِ بدر میں قتل کر کے گڑھے میں ڈالا گیا ہے۔ اس وقت تم نے صفوان سے کہا تھا کہ اگر مجھ پر ایک قرض نہ ہوتا اور اپنے بیوی بچوں کی فکر نہ ہوتی تو میں جا کر محمدؐ کو قتل کر دیتا۔ صفوان نے میرے قتل کی شرط پر تمہارا قرض اتارنے اور بیوی بچوں کی ذمہ داری لے لی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے بتا دی تھیں کہ اس طرح ہوا۔ یہ سنا تو اس روایت میں یہ لکھا ہے کہ عمیر فوراً بول اٹھا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یارسول اللہؐ! آپؐ کے پاس آسمان سے جو خبریں آیا کرتی ہیں اور آپؐ پر جو وحی نازل ہوتی ہے ہم اس کو جھٹلایا کرتے تھے اور جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے تو اس وقت حطیم کے پاس میرے اور صفوان کے سوا کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور نہ ہی کسی اَور کو ہماری اس گفتگو کی خبر ہے۔ اس لیے خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے سوا آپؐ کو اَور کوئی اس کی خبر نہیں دے سکتا۔

پس حمد اللہ ہی کیلئے ہے جس نے اسلام کی طرف ہماری راہنمائی اور ہدایت فرمائی اور مجھے اس راہ پر چلنے کی توفیق بخشی۔ اسکے بعد عمیر نے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: اپنے بھائی کو دین کی تعلیم دو اور اس کو قرآن پاک پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو رہا کر دو۔ صحابہؓ نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔

پھر حضرت عمیرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہؐ! مَیں ہر وقت اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا اور جو لوگ اللہ کے دین کو قبول کر چکے تھے ان کو زبردست تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا۔ پس اب مَیں پسند کرتا ہوں کہ آپؐ مجھے مکہ جانے کی اجازت دیں تا کہ وہاں مکے والوں کو اللہ کی طرف بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرما دے ورنہ پھر مَیں ان لوگوں کو ان کی بت پرستی کی بنا پر اسی طرح تکلیفیں پہنچاؤں گا جیسے مَیں اسلام کی وجہ سے آپؐ کے صحابہؓ کو تکلیفیں پہنچا تا رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ جانے کی اجازت عطا فرما دی۔ تکلیفیں پہنچانے کیلئے نہیں بلکہ تبلیغ کیلئے۔ چنانچہ وہ مکے واپس پہنچ گئے اور ان کے بیٹے وہب بن عمیر بھی مسلمان ہو گئے۔

ادھر عمیر کے مکے سے روانہ ہونے کے بعد صفوان لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ میں تمہیں ایک ایسے واقعے کی خوشخبری سناتا ہوں جو عنقریب رونما ہونے والا ہے اور اسکے نتیجے میں تم جنگِ بدر کے حادثے اور مصیبت کو بھول جاؤ گے۔ اور صفوان ہر آنے والے سوار سے عمیر کی کارگزاری کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔ آخر ایک سوار مکے پہنچا اور اس نے صفوان کو بتایا کہ عمیر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ صفوان نے حلف اٹھایا کہ کبھی اس سے بات نہیں کروں گا اور کبھی اس کو کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا۔ اس کے بعد جب عمیر مکہ پہنچے تو اب وہ مسلمان ہو گئے تھے تو وہ پہلے صفوان کے گھر نہیں گئے بلکہ سیدھا اپنے گھر گئے وہاں انہوں نے گھر والوں کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور ان کو مسلمان ہونے کی دعوت دی۔ جب صفوان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا مَیں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کیوں وہ پہلے میرے پاس آنے کی بجائے اپنے گھر گیا ہے۔ وہ بے دین اور گمراہ ہو گیا ہے۔ مَیں اب کبھی اس سے بات نہیں کروں گا اور نہ اسے اور نہ اس کے گھر والوں کو کبھی میری ذات سے کوئی فائدہ پہنچے گا۔

مشرکین بھی اپنے شرک کو دین سمجھتے تھے اور خدائے واحد کی عبادت کو گمراہی۔ آجکل بھی یہی حال ہے۔

اسکے بعد عمیر صفوان بن امیہ کے پاس پہنچے اور اس کو پکار کر کہا تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار ہو۔ تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم پتھروں کی پوجا اور ان کیلئے قربانیاں کیا کرتے تھے۔ کیا یہ کوئی دین ہوا! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں مگر صفوان نے عمیر کی بات کا نہ کوئی جواب دیا اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ (السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 268 تا 270، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

اس واقعہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں بھی لکھا ہے کہ کفارِ مکہ جواب تک صرف ظاہری زور اور گھمنڈ پر لڑ رہے تھے اب ایک کھلے میدان میں مسلمانوں سے زک اٹھا کر مخفی اور درپردہ سازشوں کی طرف بھی مائل ہونے لگ گئے۔ چنانچہ یہ تاریخی واقعہ جو جنگِ بدر کے صرف چند دن بعد وقوع میں آیا اس خطرے کی ایک بیّن مثال ہے۔ لکھا ہے کہ بدر کے چند دن بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ بن خلف جو ذی اثر قریش میں سے تھے صحنِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے مقتولین بدر کا ماتم کر رہے تھے اور وہی باتیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ آپؓ نے یہاں تحریر فرمائی ہیں کہ وہ یہ باتیں کر رہے تھے۔ یہی کہہ رہے تھے کہ اب تو جینے کا مزہ نہیں رہا اور عمیر نے یہ بھی کہا کہ مَیں تو اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کیلئے تیار ہوں اگر میرا قرض مجھے مانع نہ ہو اور میرے بچوں کا مجھے فکر نہ ہو اور میرے ان کے پاس جانے کا ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے تو وہاں جا کے مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں۔ بہرحال اسکے بعد صفوان نے قرض اتارنے اور بچوں کی پرورش کرنے کے بارے میں وعدہ کیا، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اسکے بعد آپؓ نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ بہرحال اس کے بعد عمیر اپنے گھر آیا، تلوار زہر میں بجھا کر مکے سے نکل کھڑا ہوا۔ مدینے پہنچا تو حضرت عمرؓ جو اِن باتوں میں بہت ہوشیار تھے اسے دیکھ کر خوفزدہ ہوئے اور فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ عمیر آیا ہے اور مجھے اس کے متعلق اطمینان نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمرؓ اسکو لینے کیلئے گئے اور جاتے ہوئے صحابہؓ کو بھی کہہ گئے کہ عمیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملانے کیلئے لاتا ہوں۔ مجھے اسکی حالت کوئی مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ اور چوکس رہو۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ عمیر کو ساتھ لیے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اسے نرمی کے ساتھ اپنے پاس بٹھا کر پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیوں عمیر کیسے آنا ہوا؟ عمیر نے کہا میرا لڑکا آپ کے ہاتھ میں قید ہے اسے چھڑانے آیا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تو یہ تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟ یہ کیوں گلے میں ڈالی ہوئی ہے۔ اس نے کہا آپ تلوار کا کیا کہتے ہیں؟ بدر میں تلواروں نے کیا کام کیا تھا؟ بڑی ہوشیاری سے باتیں کرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ کیسے آئے ہو؟ اس نے وہی بات کہی کہ بات وہی ہے جو مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو گویا تم نے صفوان کے ساتھ مل کر صحن کعبہ میں کوئی سازش نہیں کی۔ آپؐ نے اشارہ دیا سازش کا۔ عمیر یہ بات سن کے سناٹے میں آ گیا مگر سنبھل کر بولا۔ نہیں مَیں نے کوئی سازش نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے میرے قتل کا منصوبہ نہیں کیا؟ مگر یاد رکھو! خدا تمہیں مجھ تک پہنچنے کی توفیق نہیں دے گا۔ عمیر ایک گہرے فکر میں پڑ گیا اور پھر بولا آپ سچ کہتے ہیں ہم نے واقعی یہ سازش کی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا آپ کے ساتھ ہے جس نے آپ کو ہمارے ارادوں سے اطلاع دے دی ورنہ جس وقت میری اور صفوان کی بات ہوئی تھی اس وقت وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شاید خدا نے یہ تجویز میرے ایمان لانے ہی کیلئے کروائی ہے اور مَیں سچے دل سے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمیر کے اسلام سے خوش ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا۔ اب یہ تمہارا بھائی ہے اسے اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو اور اسکے قیدی کو چھوڑ دو۔ الغرض عمیر بن وہب مسلمان ہو گئے اور بہت جلد انہوں نے ایمان واخلاص میں نمایاں ترقی کر لی اور بالآخر نورِ صداقت کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باصرار عرض کیا کہ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں وہاں کے لوگوں کو جا کر تبلیغ کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور عمیر نے مکہ پہنچ کر اپنے جوشِ تبلیغ سے کئی لوگوں کو خفیہ خفیہ مسلمان بنا لیا۔ صفوان جو دن رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبریں سننے کا منتظر تھا اور قریش سے کہا کرتا تھا کہ اب تم ایک خوشخبری سننے کیلئے تیار رہو۔ اس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بے خود سا رہ گیا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 374 تا 376)

بدر کے بعد بعض لوگ مسلمان بھی ہوئے لیکن منافقانہ رنگ رکھتے تھے ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا۔

علامہ ابن کثیر سورہ بقرہ کی آیت نو، دس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر کا واقعہ پیش آیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمے کو غالب کیا اور اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی تو عبداللہ بن ابی بن سلول جو مدینے کا رئیس اور بنو خزرج میں سے تھا اور زمانہ جاہلیت میں ان دونوں قبائل یعنی اوس اور خزرج کا سردار تھا ان لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ان پر حکومت کرے گا۔ یعنی عبداللہ بن ابی کو اپنا سردار بنا رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اسکی قوم تاج بنوا کر اسے بادشاہ بنانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ اسی دوران بھلائی آ پہنچی یعنی اسلام کا پیغام پہنچ گیا اور لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسے بھول گئے۔ اس وجہ سے اسلام اور اہل اسلام اس کے دل میں کھٹکنے لگے۔ جب بدر کا واقعہ ہوا تو وہ کہنے لگا یہ امر تو اب غالب آتا جا رہا ہے۔ پہلے تو اس کا خیال تھا کہ تھوڑے سے لوگ ہیں جب بدر کی جنگ جیتی گئی تو اس سے اس کو فکر پیدا ہوئی چنانچہ اس نے بظاہر اسلام قبول کیا اور اس کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس کے پیروکاروں کی ایک جماعت نے بھی اسلام قبول کر لیا اور بعض اہلِ کتاب بھی ان کے ساتھ تھے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد 1، صفحہ 87، زیر آیات ومن الناس من یقول...... وما یشعرون، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء) (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 3، صفحہ 418، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ ''ابھی تک مدینہ میں قبائل اوس اور خزرج کے بہت سے لوگ شرک پر قائم تھے۔ بدر کی فتح نے ان لوگوں میں ایک حرکت پیدا کر دی اور ان میں سے بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان اور خارق عادت فتح کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کے قائل ہو گئے اور اس کے بعد مدینہ سے بت پرست عنصر بڑی سرعت کے ساتھ کم ہونا شروع ہو گیا مگر بعض ایسے بھی تھے جن کے دلوں میں اسلام کی اس فتح نے بغض وحسد کی چنگاری روشن کر دی اور انہوں نے برملا مخالفت کو خلافِ مصلحت سمجھتے ہوئے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا لیکن اندر ہی اندر اسکے استیصال کے درپے ہو ہو کر منافقین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ ان مؤخر الذکر لوگوں میں زیادہ ممتاز عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا جو قبیلہ خزرج کا ایک نہایت نامور رئیس تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے نتیجہ میں اپنی سرداری کے چھینے جانے کا صدمہ اٹھا چکا تھا۔ یہ شخص بدر کے بعد بظاہر مسلمان ہو گیا لیکن اسکا دل اسلام کے خلاف بغض وعداوت سے لبریز تھا اور اہلِ نفاق کا سردار بن کر اس نے مخفی مخفی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ریشہ دوانی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ بعد کے واقعات سے پتہ لگے گا کہ کس طرح یہ شخص بعض اوقات اسلام کیلئے نہایت نازک حالت پیدا کر دینے کا باعث بنا۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 376-377) اسکی ایک لمبی ایک علیحدہ تاریخ ہے۔

غزوۂ بنو سُلَیم یا قَرقَرۃُ الْکُدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ بدر سے لوٹے تو چند ہی دنوں بعد آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنو سُلَیم اور بنو غطفان کے لوگ قَرقَرۃُ الکُدر کے مقام پر جمع ہیں اور مدینے پر حملے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ قَرقَرۃ الکُدر ایک چٹیل میدان میں ایک چشمہ تھا اس کا نام ہے۔ یہ ادھر نجد کے راستے میں مکہ سے شام جانے والی شاہراہ پر مدینے سے چھیانوے میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔

بہرحال یہ خبر ملتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ بنو سلیم اور بنو غطفان کی طرف از خود فوری پیش قدمی کر کے ان کے فاسد ارادوں کو خاک میں ملا دینا چاہیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو صحابہؓ کا لشکر لے کر بنفس نفیس قَرقَرۃ الکُدر کی طرف روانہ ہو گئے۔

جنگ کیلئے روانگی کے بارے میں مختلف رائے ہیں۔ ابن اسحاق کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے واپسی کے سات دن بعد آخر رمضان یا شروع شوال دو ہجری میں اس مہم پر روانہ ہوئے تھے۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے غزوۂ بنو سلیم چھ جمادی الاولیٰ کو پیش آیا۔ واقدی کے مطابق غزوہ نصف محرم تین ہجری میں پیش آیا۔ واقدی کی زیادہ روایات عموماً کمزور ہی ہوتی ہیں۔ اس غزوے کی قیادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار حضرت علیؓ تھے اور اسلامی جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

(سیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 281، غزوہ سُلیم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 27، غزوۃ رسول اللہ بنی سلیم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، جلد 1، صفحہ 319، غزوہ سُلیم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) (کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 182، غزوۃ قرارۃ الکُدر، عالم الکتب بیروت 1984ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 242، معجم البلدان، جلد 4، صفحہ 501، المنجد، صفحہ 33، زیر مادہ ''برد'' و ''قرقر'' صفحہ 624)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو اپنی نیابت کا شرف عطا فرمایا۔ یہ بھی

ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ

(البقرہ: 283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

طالب دعا: سید عارف احمد، والد ووالدہ مرحومہ اور فیملی ومرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعے پر حضرت سِبَاعؓ بن عُرْفُطَہ غِفَارِیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ بہرحال ان دونوں باتوں کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے کہ انتظامی فیصلوں کیلئے حضرت سِبَاعؓ کو نیابت سونپی اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو حسبِ معمول نماز پڑھانے پر مامور فرمایا۔

(سیرۃ الحلبیۃ، جلد2، صفحہ 280، غزوہ سُلیم، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بہرحال دشمن کو جب پتہ لگا کہ اسلامی لشکر آرہا ہے۔ بنوسلیم اور بنوغطفان کے لوگوں کو اچانک یہ خبر پہنچی کہ تین سو لوگ آرہے ہیں تو ان کیلئے یہ بڑا غیر متوقع تھا۔ خوفزدہ ہو کر وہ لوگ وہاں سے دوڑ گئے اور پہاڑوں کی چوٹیوں کے اوپر جا پہنچے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد2، صفحہ 26، غزوۃ رسول اللہ بنی سلیم، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کے ساتھ وادی کدر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹوں کے قدموں کے نشان کے علاوہ پانی کے گھاٹ بھی نظر آئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس علاقے میں دشمن کا ایک آدمی بھی نہیں ملا۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد1، صفحہ 182، غزوۃ قرارۃ الکُدر، عالم الکتب بیروت 1984ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کا ایک دستہ وادی کی بالائی جانب روانہ فرمایا اور خود کسی مزاحمت کا سامنا کیے بغیر بطنِ وادی میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان قبائل کے کچھ چرواہے ملے ان میں یسار نامی ایک غلام بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بنوسلیم اور غطفان کے لوگوں کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے ان کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ مَیں تو بس اونٹوں کو پانی پلاتا ہوں۔ کچھ کو پانچویں دن کچھ کو چوتھے دن باری آتی ہے اور مقامی لوگ چشموں کی طرف اوپر چڑھ گئے ہیں جبکہ ہم اونٹوں کے ریوڑ کے ساتھ اس معاملے سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ بہرحال یہ لوگ کیونکہ جنگ کے ارادے سے آئے ہوئے تھے، ان کا سامان تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں اور چرواہوں کو حراست میں لے لیا۔ تین رات آپؐ نے وہاں قیام فرمایا ایک روایت کے مطابق دس راتیں آپؐ مقیم رہے۔

جتنا عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں قیام پذیر رہے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی لڑائی کے فتحیاب ہو کر واپس آ گئے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنی، جلد2، صفحہ 345، غزوۃ بنی سُلیم، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اونٹ بطور مالِ غنیمت ملے ان کی تعداد پانچ سو تھی۔ کیونکہ یہ لوگ جنگ کی غرض سے آئے ہوئے تھے اور اپنا مال وہاں چھوڑ گئے تھے۔ اس لیے اس وقت کے رواج کے مطابق یہ جائز تھا کہ ان کا وہ مال لے آیا جائے۔ وہ مالِ غنیمت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خمس نکالا۔ بقیہ چار سو مسلمانوں میں تقسیم کر دیے۔ ہر مجاہد کو دو دو اونٹ ملے۔ یہ لشکر دو سو مجاہدین پر مشتمل تھا۔ یسار آپؐ کے حصے میں آیا تو آپؐ نے اسے آزاد کر دیا۔ چرواہا جو تھا اسے آپؐ نے آزاد کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مہم کیلئے پندرہ روز تک مدینے سے باہر رہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد4، صفحہ 172، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

اس کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں اس طرح لکھی ہے کہ ’’ہجرت کے بعد قریشِ مکہ نے مختلف قبائلِ عرب کا دورہ کر کے بہت سے قبائل کو مسلمانوں کا جانی دشمن بنا دیا تھا۔ ان قبائل میں طاقت اور جتھے کے لحاظ سے زیادہ اہم عرب کے وسطی علاقہ نجد کے رہنے والے دو قبیلے تھے جن کا نام بنوسُلیم اور بنوغطفان تھا اور قریش مکہ نے ان دو قبائل کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ گانٹھ کر مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر دیا تھا، چنانچہ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ ’’قریش مکہ نے اب اپنی توجہ اس نجدی علاقہ کی طرف پھیری اور اس علاقہ کے قبائل کے ساتھ آگے سے بھی زیادہ گہرے تعلقات قائم کر لئے اور اس وقت کے بعد قبائل سلیم وغطفان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سخت دشمن ہو گئے اور ان کی اس دشمنی نے مسلمانوں کے خلاف عملی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ قریش کی اشتعال انگیزی اور ابوسفیان کے عملی نمونہ کے نتیجہ میں انہوں نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تجویز پختہ کر لی۔‘‘

یہ مستشرق ہے، اس نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اکٹھے ہو کر مدینے پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس لیے جو بھی سلوک ان کے ساتھ ہوا اور جو مال غنیمت لائے وہ بالکل جائز تھا۔

بہرحال آگے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لائے تو ابھی آپؐ کو مدینہ میں پہنچے ہوئے صرف چند دن ہی ہوئے تھے کہ آپؐ کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قبائل سُلَیم وغَطفان کا ایک بڑا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کی نیت سے قَرقرہ الکُدر میں جمع ہو رہا ہے۔ جنگِ بدر کے اس قدر قریب اس اطلاع کا آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جب قریش کا لشکر مسلمانوں کے خلاف حملہ آور ہونے کی نیت سے مکہ سے نکلا تھا تو رؤساء قریش نے اسی وقت قبائل سُلَیم وغطفان کو یہ پیغام بھیج دیا ہوگا کہ تم دوسری طرف سے مدینہ پر حملہ آور ہو جاؤ۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ جب ابوسفیان اپنے قافلہ کے ساتھ بچ کر نکل گیا، تو اس نے کسی قاصد وغیرہ کے ذریعہ ان قبائل کو مسلمانوں کے خلاف نکلنے کی تحریک کی ہو۔ بہرحال ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ میں پہنچے ہی تھے کہ یہ وحشت ناک اطلاع موصول ہوئی کہ قبائل سُلَیم وغطفان مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خبر سن کر آپ فوراً صحابہؓ کی ایک جمعیت کو ساتھ لے کر پیش بندی کے طور نجد کی طرف روانہ ہو گئے لیکن جب آپؐ کئی دن کا تکلیف دہ سفر طے کر کے موضع الکُدر کے قَرقرہ یعنی چٹیل میدان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بنوسلیم اور بنوغطفان کے لوگ لشکر اسلام کی آمد آمد کی خبر پا کر پاس کی پہاڑیوں میں جا چھپے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مسلمانوں کا ایک دستہ روانہ فرمایا اور خود بطن وادی کی طرف بڑھے مگر ان کا کچھ سراغ نہیں ملا۔ البتہ ان کے اونٹوں کا ایک بڑا گلہ ایک وادی میں چرتا ہوا مل گیا جس پر قوانین جنگ کے ماتحت‘‘ جو اس وقت کے قوانینِ جنگ تھے ’’صحابہؓ نے قبضہ کر لیا اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس لوٹ آئے۔ ان اونٹوں کا چرواہا ایک یسار نامی غلام تھا جو اونٹوں کے ساتھ قید کر لیا گیا تھا۔ اس شخص پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا ایسا اثر ہوا کہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ عادت اسے بطور احسان کے آزاد کر دیا مگر وہ مرتے دم تک آپؐ کی خدمت سے جدا نہیں ہوا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 452، 453)

پھر مسلمانوں کی پہلی عید الفطر کے بارے میں جو شوال دو ہجری میں ہوئی اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ہجرت کے دوسرے برس ماہ رمضان کے اختتام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی عید الفطر ادا فرمائی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ، جلد6، صفحہ 362، مطبوعہ دارالمعارف لاہور 2022ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ دَور جاہلیت میں تم جو دو دن خوشیاں منایا کرتے تھے ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟ وہاں کے رہنے والوں نے عرض کیا کہ اس سے پہلے ہم یہ تہوار بالکل اسی طرح منایا کرتے تھے جواب بھی رائج ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دو تہواروں سے بہتر دن تمہارے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے بصد اشتیاق پوچھا وہ کون سے دن ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ ان دنوں میں کوئی روزہ نہ رکھے بلکہ کھائے پیئے اور خوشیاں منائے۔

ان دونوں عیدوں میں آپؐ عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ عیدگاہ مدینے کے مشرقی حصے کی طرف تھی۔ آپؐ عید کے دن عیدگاہ ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس ہوتے تھے اس سے جلوس کی شکل ہو جاتی اور غیر مسلموں پر رعب طاری ہوتا۔ ایک بار عید الفطر کی نماز آپؐ نے مسجد نبوی میں بھی پڑھائی کیونکہ اس نماز کے وقت بارش بہت تیز ہوئی تھی۔ (سیرت النبی ﷺ کا انسائیکلو پیڈیا از سید قاسم محمود، جلد اوّل، صفحہ 411، مکتبہ الفیصل لاہور 2014ء)

اس عید کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ عید الفطر کے ضمن میں یہ جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ’’رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد رمضان کا آخر آیا تو آپؐ نے خدا سے حکم پا کر صدقۃ الفطر کا حکم جاری فرمایا کہ ہر مسلمان جسے اس کی طاقت ہو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال اور توابع کی طرف سے فی کس ایک صاع کے حساب سے کھجور یا انگور یا جو یا گندم وغیرہ بطور صدقہ عید سے پہلے ادا کرے اور یہ صدقہ غرباء اور مساکین اور یتامیٰ اور بیوگان وغیرہ میں تقسیم کر دیا جاوے تا کہ ذی استطاعت لوگوں کی طرف سے عبادت صوم کی کمزوریوں کا کفارہ ہو جاوے اور غرباء کے لئے عید کے موقعہ پر ایک امداد کی صورت نکل آئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہر عید رمضان سے پہلے صدقۃ الفطر باقاعدہ طور پر ہر چھوٹے بڑے مرد عورت مسلمان سے وصول کیا جاتا تھا اور یتامیٰ اور غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

عید الفطر بھی اسی سال شروع ہوئی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جانے پر شوال کی پہلی تاریخ کو مسلمان عید منایا کریں۔

یہ عید اس بات کی خوشی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی عبادت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مگر کیا شان دلربائی ہے کہ آپؐ نے اس خوشی کے اظہار کیلئے بھی ایک عبادت ہی مقرر فرمائی۔

چنانچہ حکم دیا کہ عید کے دن تمام مسلمان کسی کھلی جگہ جمع ہو کر پہلے دو رکعت نماز ادا کیا کریں اور پھر اس نماز کے بعد بے شک جائز طور پر ظاہری خوشی بھی منائیں کیونکہ روح کی خوشی کے وقت جسم کا بھی حق ہے کہ وہ خوشی میں حصہ لے۔ دراصل اسلام نے ان تمام بڑی بڑی عبادتوں کے اختتام پر جو اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہیں، عیدیں رکھی ہیں، چنانچہ نمازوں کی عید جمعہ ہے جو گویا ہر ہفتہ کی نمازوں کے بعد آتا ہے اور جسے اسلام میں ساری عیدوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ پھر روزوں کی عید عید الفطر ہے جو رمضان کے بعد آتی ہے اور حج کی عید عید الاضحیٰ ہے جو حج کے دوسرے دن منائی جاتی ہے اور یہ ساری عیدیں پھر خود اپنے اندر ایک عبادت ہیں۔ الغرض اسلام کی عیدیں اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہیں اور ان سے اسلام کی حقیقت پر بڑی روشنی پڑتی اور یہ اندازہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے کہ کس طرح اسلام مسلمانوں کے ہر کام کا ذکر الٰہی کے ساتھ پیوند کرنا چاہتا ہے۔‘‘

پس یاد رکھنا چاہئے کہ عیدوں کی یہ اہمیت ہے کہ ہمیشہ صرف خوشیاں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہونا چاہئے اور عبادت بھی ہونی چاہئے۔

فرماتے ہیں کہ ’’مجھے تاریخ سے ہٹنا پڑتا ہے ورنہ میں بتاتا کہ کس طرح اسلام نے ایک مسلمان کی ہر حرکت وسکون اور ہر قول وفعل کو خدا کی یاد کا خمیر دیا ہے۔ حتیٰ کہ روزمرہ کے معمول اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، نہانے دھونے، کپڑے بدلنے، جوتا پہننے، گھر سے باہر جانے، گھر کے اندر آنے، سفر پر جانے، سفر سے واپس آنے، کوئی چیز بیچنے، کوئی چیز خریدنے، بلندی پر چڑھنے، بلندی سے اترنے، مسجد میں داخل ہونے، مسجد سے باہر آنے، دوست سے ملنے، دشمن کے سامنے ہونے، نیا چاند دیکھنے، بیوی کے پاس جانے، غرض ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے حتیٰ کہ چھینک اور اباسی تک لینے کو کسی نہ کسی طرح خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔‘‘

پس یہ اسلام کی تعلیم ہے جسے ہمیشہ ہر حقیقی مسلمان کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت، ہر بات میں ہمارے سامنے ہونا چاہئے۔

’’اس حالت میں اگر مشرکین عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق، جو دراصل اس تعلیم کے لانے والے لیکن کفار کے خیال میں اس تعلیم کے بنانے والے تھے، یہ کہتے ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا کا جنون ہو گیا ہے تو کوئی

ارشاد نبوی ﷺ

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے
شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو
بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعة)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

تعجب کی بات نہیں۔ واقعی ایک دنیادار کو یہ باتیں جنون کے سوا اَور کچھ نظر نہیں آسکتیں مگر جس نے اپنی ہستی کی حقیقت کو سمجھا ہے وہ جانتا ہے کہ زندگی اسی کا نام ہے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم. اے، صفحہ 337-338) حقیقی زندگی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد ہمیشہ انسان کو رہے۔

اس عرصے میں جنگِ بدر کے بعد اور احد سے پہلے دو مشتبہ واقعات کا بھی ذکر ملتا ہے جن کا اگر سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے، اور صاف پتہ لگ رہا ہے کہ من گھڑت کہانی ہے۔

پہلا واقعہ عَصمَاء بنت مروان کا قتل ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا قتل کیا گیا اور اس کی تفصیل میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عُمَیر بن عَدِی خَطمِی ایک نابینا صحابی تھے۔ حضرت عمیرؓ قبیلہ بنوخَطمہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ ہجرت کا دوسرا سال تھا۔ رمضان کی پانچ راتیں باقی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمیر بن عدی خَطمِی کو عَصماء بنت مروان کی طرف بھیجا جو یہودی عورت تھی اور مَرثَد بن زید بن حِصن انصاریؓ کی بیوی تھی جو مسلمان ہو گئے تھے۔ عَصماء بنت مروان کے قتل کا حکم دینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ اسلام کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس لیے بھیجا کہ اسلام کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو ابھارتی تھی اور اشعار کہتی تھی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ عورت گندے کپڑے مسجد نبویؐ میں لے جا کر ڈال دیا کرتی تھی۔ اس کہانی کو بنانے کیلئے اس روایت میں یہ بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔ حضرت عمیرؓ رات کے اندھیرے میں اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ بقول ان کے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو رات کے اندھیرے میں اس عورت کے گھر گئے، اس کی اولاد اس کے اردگرد سوئی ہوئی تھی اور ایک بچے کو وہ دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر نے اپنے ہاتھ سے اسے ٹٹولا اور اس بچے کو اس سے دُور کیا اور اپنی تلوار اسکے سینے پر رکھ کر پورا زور ڈال دیا یہاں تک کہ تلوار اس کی کمر سے پار ہو کر نکل گئی۔ اسکے بعد عمیر بن عدی نے مدینے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عمیر پر پڑی۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تم نے مروان کی بیٹی کو قتل کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ کیا اسکے قتل کے نتیجہ میں مجھ پر کوئی گناہ ہوا ہے؟ اب یہ پوچھ رہے ہیں۔ ایک طرف تو لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا تھا۔ اب یہ پوچھ رہے ہیں کیا قتل کے نتیجے میں مجھے گناہ ہوا ہے۔ آپؐ نے جواب میں عربی کا ایک غیر معروف محاورہ بولا اور فرمایا لَا يَنْتَطِحُ فِيهَا عَنْزَانِ، اس کی وجہ سے تو دو بکریاں بھی باہم نہ لڑیں گی۔ یعنی اس عورت کا قتل اتنا حقیر اور معمولی ہے کہ اس کی مخالفت کرنے والا بھی اس کی مخالفت نہیں کرے گا۔ لکھتے ہیں یہ کلمہ یا محاورہ ان کلمات میں سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی زبان سے نہیں سنے گئے۔ یہی ایک روایت یہاں ملتی ہے۔ بہرحال اس واقعے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمیر کا نام بصیر یعنی بینا رکھ دیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا اس اندھے کی طرف دیکھو جس نے اطاعتِ الٰہیہ میں رات بسر کی ہے۔ آپؐ نے اسے فرمایا انہیں اندھا نہ کہو بلکہ انہیں بصیر کہو۔

ایک روایت میں عَصمَاء کے قتل کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَصمَاء بنت مروان کے قتل کا ارادہ کیا تو لوگوں سے فرمایا کیا کوئی شخص ہے جو ہمیں اس عورت سے نجات دلا سکے؟ اس پر عمیر بن عدی نے کہا کہ اس کام تمام کرنا میرے ذمہ ہے۔ اسکے بعد یہ عَصمَاء کے پاس پہنچے۔ وہ عورت کھجور فروخت کر رہی تھی۔ عمیر نے اسکے سامنے رکھی کھجوروں کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا تمہارے پاس ان کھجوروں سے اچھی کھجوریں ہیں؟ اس نے کہا ہاں اور وہ یہ کہہ کر اپنے مکان کے اندر گئی اور کھجوریں اٹھانے کیلئے جھکی۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے دائیں بائیں دیکھا۔ مَیں نے اس کے سر پر وار کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا اگر تم ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَصمَاء بنت مروان کا خون جائز قرار دیا تو حضرت عمیرؓ نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگِ بدر سے خیریت کے ساتھ مدینہ پہنچنا نصیب فرمایا تو میں عَصمَاء کو قتل کروں گا یعنی بدر کی جنگ میں جانے سے پہلے یہ حکم دیا تھا اور انہوں نے کہا کہ جنگ سے واپسی پر مَیں قتل کر دوں گا۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کامیاب و کامران ہو کر مدینہ منورہ واپس آ گئے تو حضرت عمیرؓ نے اپنی منت پوری کرنے کیلئے عَصمَاء کے گھر جا کر اس کو قتل کیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ عَصمَاء بنت مروان کو قتل کرنے کے بعد جب حضرت عمیرؓ اس محلے میں واپس آئے تو اس عورت کے بیٹے ایک گروہ کے ساتھ اپنی ماں کو دفن کر رہے تھے۔ عمیر کو دیکھ کر انہوں نے کہا عمیر کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر کہا فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ۔ پس تم سب مل کر میرے خلاف چالیں چلو پھر مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے اگر تم سارے مل کر بھی وہی باتیں کہو جو یہ عورت کہا کرتی تھی تو تم سب کی گردنیں اپنی اس تلوار سے اڑانا شروع کر دوں گا یہاں تک کہ یا تو میں شہید ہو جاؤں گا یا تمہیں واصلِ جہنم کر دوں گا۔ اس روز سے قبیلہ بنوخَطمہ میں کھل کر اسلام پھیلنے لگا ورنہ اس سے پہلے ان میں جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے وہ بھی اپنا مسلمان ہونا چھپایا کرتے تھے۔

علامہ سُہَیلی نے لکھا ہے کہ عَصمَاء کو قتل کرنے والے اس کے شوہر تھے اور کتاب استیعاب میں حضرت عمیرؓ کے حالات کے تحت لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کو بھی قتل کیا تھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی مگر استیعاب میں عمیر کی بہن کا نام مذکور نہیں۔ (سیرت حلبیہ (مترجم) جلد 3، صفحہ 482 تا 485، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2009ء) (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 6، صفحہ 21، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

تو یہ ساری کہانی بیان کی گئی ہے۔ تاریخ وسیرت کی بعض کتب میں یہ واقعہ ملتا ہے لیکن صحاحِ ستّہ اور حدیث کی کسی بھی معتبر کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ بعد کے زمانے کے بعض لوگوں نے اس طرح کے فرضی اور من گھڑت واقعات کو نہ صرف اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے بلکہ توہینِ رسالت کی سزا کے ضمن میں دلیل کے طور پر پیش کرنے لگ گئے ہیں اور آجکل کے مُلّاں اس بات کو لے کے یہی تو دلیل دیتے ہیں کہ جو توہین رسالت کرے اس کو قتل کر دو جبکہ توہین رسالت کی کسی قسم کی کوئی ایسی سزا شریعت اسلام میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کے واقعات کی کوئی حقیقت ہے۔

مثلاً جب ہم اس واقعہ کا تجزیاتی مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اوّل تو سند کے اعتبار سے یہ روایت ضعیف ہے اور علامہ البانی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ناصر الدین البانی نے اسے اپنی کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ میں لکھا ہے کہ اس کا ایک راوی محمد بن عمر واقدی ہے جو کذاب ہے اور ابن معین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، جلد 13، صفحہ 34-35، روایت نمبر 6013، مکتبہ المعارف الریاض 2004ء)

اسکے علاوہ درایت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس روایت کے بارے میں کئی سوالات اٹھتے ہیں۔ مثلاً صحابی نابینا ہونے کے باوجود اس عورت کے گھر تک اکیلے کیسے پہنچے؟ وہ یہ کہہ دیں کہ جی پہلے جاتے ہوں گے تو راستہ دیکھا ہوا تھا۔ باقاعدہ جاتے ہوں تو پھر راستہ ٹٹول کے پہنچ گئے لیکن عین رات کو اکیلے وہاں پہنچ بھی گئے، دروازہ پر بھی پہنچ گئے، اندر بھی چلے گئے۔ پھر یہ کہ عورت کو رات کے اندھیرے میں کیسے ڈھونڈ نکالا؟ یہ پتہ کس طرح لگا کہ اردگرد اس کے بچے بھی سو رہے ہیں؟ چلو ہر ایک کو ٹٹولتے رہے اور پھر پتہ لگا اور اس ٹٹولنے کے دوران میں کوئی نہ جاگا۔ ٹٹول کر یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ پھر اس مقتولہ نے موت کو سامنے دیکھ کر بھی نابینا سے اپنے دفاع یا بچے کو بچانے کیلئے کوئی کوشش یا مزاحمت نہیں کی حالانکہ قاتل نے روایت کے مطابق اس دودھ پیتے بچے کو زبردستی الگ کیا تھا۔ وہ نابینا تھے اور عورت کی آنکھیں تھیں تب بھی اس نے نہ شور مچایا نہ کوئی مزاحمت کی۔ اس کا شوہر بھی وہاں سو رہا تھا اس کو بھی کوئی خبر نہیں ہوئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نابینا صحابی کو کوئی آواز دیے بغیر کیسے پتہ چل گیا کہ وہی عورت عصماء بنت مروان ہی تھی، عمومی طور پر نابینا آوازوں سے پہچانتے ہیں۔

ایک دوسری روایت جو ہے۔ کہانیاں بھی مختلف ہیں ناں۔ اب دوسری کہانی میں یہ ہے کہ وہ عورت جب کھجور لینے اندر گئی تو صحابی نے اِدھر اُدھر دیکھا تو انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ صحابی تو نابینا تھے۔ اس صورت میں اِدھر اُدھر کیسے دیکھ سکتے تھے اور کیسے کہہ سکتے تھے کہ مَیں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا بلکہ پہلے سے پڑی ہوئی کھجوروں کو دیکھ کر یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ یہ کھجوریں عمدہ نہیں ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہاتھ لگا کے دیکھا تھا تو چلو ٹھیک ہے لیکن اِدھر اُدھر دیکھنے والی بات تو بہرحال ہے ناں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب وہ صحابی اس عورت کو قتل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور اسکے قتل کی اطلاع دی اور جب دوبارہ وہاں واپس لوٹے تو وہاں اس عورت کے بیٹے اسے دفن کر رہے تھے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اِدھر وہ اسے قتل کرے اُدھر اسکے بیٹے اسے کچھ ہی دیر میں دفن بھی کرنے آ جائیں۔ تھوڑے سے وقفے میں فوری سارے کام ہو گئے۔ ہمارے لوگوں کی یہ بھی تحقیق ہے اور یہ بیان کر دیتا ہوں کہ اسکے علاوہ دیگر اختلافات جو اس واقعہ کا فرضی اور من گھڑت ہونا ثابت کرتے ہیں ان میں یہ ہے کہ اکثر روایات میں عورت کا نام عَصمَاء بنت مروان درج ہے جبکہ مصنف الاستیعاب کے نزدیک وہ عَصمَاء نہیں بلکہ عمیر کی بہن بنت عدی تھی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 3، ذکر عمیر بن عدی الخطمی، صفحہ 291، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

دوسرے یہ کہ قاتل کا نام اکثر جگہوں پہ عمیر بن عدی آیا ہے لیکن بعض جگہ عمرو بن عدی بھی آیا ہے۔

(جوامع السیرۃ لابن حزم، صفحہ 19، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

جبکہ ابن دُرَید کے نزدیک قاتل کا نام غَشمِیر تھا۔

(شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ، جزء 2، صفحہ 342، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1996ء)

بعض اَور روایات کے مطابق مذکورہ بالا میں سے کوئی بھی قاتل نہیں تھا بلکہ اس عورت کی قوم کے کسی شخص نے اسے قتل کیا تھا جبکہ وہ کھجور بیچ رہی تھی۔ (شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ، جزء 2، صفحہ 344، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

ابن سعد کے مطابق قتل کا وقت رات کا درمیانی حصہ ہے جبکہ زرقانی کی روایت میں دن یا شام کا وقت ظاہر ہوتا ہے کیونکہ روایت کے مطابق اس وقت مقتولہ کھجوریں بیچ رہی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 2، صفحہ 21، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (ماخوذ از شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ، جزء 2، صفحہ 344، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

پھر اس واقعہ کے طریقِ واردات میں بھی اختلاف ہے۔ مقتولہ کا گلا دبایا گیا۔ اسکے پیٹ میں خنجر وغیرہ گھونپ کر اسے قتل کیا گیا۔ اسے رات سوتے میں قتل کیا گیا یا اسے کھجوریں لینے کے بہانے اسکے گھر جا کر گلا دبایا گیا۔

پھر یہ بھی ہے کہ سیرت ابنِ ہشام کے مطابق جب ابوعَفَک کو قتل کر دیا گیا تو وہ منافق ہو گئی۔ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ پہلے مسلمان تھی اور ابوعَفَک کے قتل کا سن کر منافق ہو گئی۔ اگر اس سے پہلے مسلمان تھی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کیسے ہجو لکھ سکتی تھی اور مسجد کی بے حرمتی کیسے کر سکتی تھی۔

واقدی کی روایت کے مطابق عمیر نے کہا اے اللہ! مجھ پر تیرے لیے نذر ہے کہ اگر مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ واپس گیا تو مَیں ضرور اسے قتل کروں گا جبکہ دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصنف کے بقول وہ نابینا تھے اور اس وجہ سے غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے اور اسی مصنف نے اس واقعہ کے تناظر میں واقدی کے قول کا ذکر کیا ہے کہ وہ نابینا ہونے کے باوجود جہاد میں حصہ لیتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا ✡ اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

قوم میں فِسق و فجور و معصیت کا زور ہے ✡ چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے شکر ربّ عزّ و جل خارج از بیاں ✡ جس کی کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں

ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں ✡ خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

اگر احمدی کہلانے کے بعد تمہارے اندر نمایاں تبدیلیاں پیدا نہیں ہوتیں تو تم میں اور غیر میں کوئی فرق نہیں ہے

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری نیکیوں کے معیار اُس سطح تک بلند ہوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں

اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد پوچھے گا تو صرف یہ کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ کون کون سی پاک تبدیلیاں تم نے اپنے اندر پیدا کیں؟

بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری اسلام نے ماؤں پر ڈالی ہے

اور آج اگر ہم نے اپنی احمدی نسل کو سنبھالنا ہے تو ماؤں کو اس ذمہ داری کا احساس پہلے سے بڑھ کر کرنا ہوگا اس کیلئے کوشش بھی کرنی ہوگی اور دعا بھی کرنی ہوگی

لجنہ اماء اللہ جرمنی کے 43ویں سالانہ اجتماع منعقدہ 2 تا 4/جون 2023ء بمقام کارلسروئے کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

پیاری ممبرات لجنہ اماء اللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور نیک نتائج سے نوازے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے ایمان مضبوطی کی طرف بڑھ رہے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں مختلف مواقع پر بڑی شدت اور درد سے نصیحت فرمائی ہے کہ تم جو میری طرف منسوب ہوتے ہو، میری بیعت میں آنے کا اعلان کرتے ہو اگر احمدی کہلانے کے بعد تمہارے اندر نمایاں تبدیلیاں پیدا نہیں ہوتیں تو تم میں اور غیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری نیکیوں کے معیار اُس سطح تک بلند ہوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ بیعت کے بعد ایمان میں بھی ترقی ہونی چاہئے، محبت میں بھی ترقی ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ سے محبت سب محبتوں سے زیادہ ہو، یہی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اُس کے سب سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہو، خلافت سے محبت ہو اور آپس میں ایک دوسرے سے محبت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے ساتھ اگر بیعت کا اقرار ہے تو پھر اپنے عمل اس تعلیم کے مطابق بناؤ جو خدا تعالیٰ نے ایک مومن کیلئے بیان فرمائی ہے ورنہ بیعت کا دعویٰ صرف دعویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد یہ نہیں پوچھے گا کہ کتنی جائیداد چھوڑی ہے؟ کتنا مال چھوڑا ہے؟ کتنی اولاد چھوڑی ہے؟ پوچھے گا تو صرف یہ کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ کون کون سی پاک تبدیلیاں تم نے اپنے اندر پیدا کیں؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا؟ کیا تم نے اپنی اور اپنی اولاد کی عبادتوں کی حفاظت کیلئے کوشش کی؟ کیا تم نے اپنے خاوندوں کو کہا کہ مجھے تمہارے پیسے سے زیادہ تمہارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا پسند ہے؟ مجھے تمہارے لیے یہ پسند ہے کہ اپنے بچوں کے سامنے ایسا نمونہ بنو جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو پھر یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے دین و دنیا کی جنتوں کی وارث بن گئیں۔

پس اپنی حالتوں کے جائزے لیں، اپنے دینی علم کو بڑھائیں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کیلئے ان تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں جو ممکن ہیں۔ اپنی نسلوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔

بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسولؐ نے عورتوں پر ڈالی ہے۔ ہر احمدی عورت کو اپنے نمونوں کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ ایسی عمدہ اور اعلیٰ معیار کی تربیت کی ضرورت ہے کہ کہا جاسکے کہ یہ مائیں تو ایک ایسا وجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹ کر اپنی اولاد کو ایک قیمتی سرمائے کی صورت میں جماعت کو دے رہی ہیں۔ جو مائیں دعاؤں سے کام لے کر پھر ساتھ تربیت بھی کرتی ہیں ان کی اولاد جو ہے وہ الا ماشاء اللہ نیکیوں پر قائم رہنے والی اولاد ہوتی ہے۔ وہ اولادیں دین سے بھی جڑی رہتی ہیں اور ماں باپ کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہوتی ہیں۔ بہرحال بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری اسلام نے ماؤں پر ڈالی ہے اور آج اگر ہم نے اپنی احمدی نسل کو سنبھالنا ہے تو ماؤں کو اس ذمہ داری کا احساس پہلے سے بڑھ کر کرنا ہوگا اس کیلئے کوشش بھی کرنی ہوگی اور دعا بھی کرنی ہوگی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس تنظیم کو خاص مقاصد کیلئے قائم فرمایا تھا مثلاً یہ کہ عورتیں اپنا اور دوسری مستورات کا علم بڑھائیں۔ ان کی اپنی انجمن ہو جس کے قواعد وضوابط ہوں۔ وہ جلسوں میں اسلامی مسائل کی بابت اپنے لکھے ہوئے مضامین پڑھیں۔ اسلام کے واقف لوگوں کے لیکچر بھی کروائیں۔ انجمن مستورات کی تمام کارروائیاں خلیفۂ وقت کی تیار کردہ سکیم اور اس کی ترقی کی خاطر ہوں۔ جماعت کے اتحاد کیلئے وہ دینی تعلیمات کے مطابق ہر قربانی کیلئے تیار رہیں۔ اخلاق اور روحانیت کی اصلاح اور اس کے ذرائع پر غور وفکر ان کے پیش نظر ہو۔ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھیں کہ ان کی دینی زندگی چست ہو۔

پس لجنہ اماء اللہ کا قیام ایک بہت بڑے مقصد کیلئے کیا گیا تھا۔ اس مقصد کو پہچانیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11/جولائی 2023)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 428-429، دارالمعارف لاہور 2022ء) (کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 161، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2013ء)

خود ہی غلط قسم کی روایات خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اگر یہ فرضی اور من گھڑت واقعہ نہیں ہے تو تاریخ و سیرت کی بعض کتب مثلاً تاریخ طبری، تاریخ ابن کثیر وغیرہ نے اس واقعے کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ صرف چند کتب مثلاً طبقات الکبریٰ ابن سعد وغیرہ نے سرسری سا ذکر کیا ہے جبکہ چند نے سرے سے ہی اس واقعہ کا تذکرہ تک نہیں کیا لیکن واقدی نے اس واقعہ کا ذکر نسبتاً تفصیل سے بیان کیا ہے۔

کتبِ احادیث میں بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں ملتا حالانکہ مصنفین کتبِ احادیث نے ان تمام روایات کو اپنی کتب میں جگہ دی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوئی ہیں تو پھر اس واقعہ کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ پھر یہ بھی ہے کہ اس روایت کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس صحابی کو اس عورت کے قتل کیلئے بھیجا تھا تو پھر صحابی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے پوچھنے کا کیا مطلب ہے کہ مجھے اس کے قتل کرنے سے گناہ تو نہیں ملے گا جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا۔

اگر یہ واقعہ ہوا ہوتا تو یہود لازماً یہ کہتے کہ عملی طور پر مسلمانوں نے پہلے عَصماء بنت مروان کا قتل کر کے عہد کو توڑا ہے اور مدینے کے امن کو خراب کرنا چاہا ہے جبکہ مؤرخین مثلاً الروض الانف اور تاریخ الطبری کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں کی پہلی مخاصمت غزوۂ بنوقینقاع ہے۔ (الروض الانف، جلد 3، صفحہ 225، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 48، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

خود یہودیوں کا تو کوئی ردّعمل ایسا نہیں ہے لہٰذا یہ امور اس واقعے کو بہت زیادہ مشتبہ بلکہ غلط ثابت کرتے ہیں۔ شدّت پسند مُلّاں نے ان واقعات کو اہمیت دے کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بدنام کیا ہے اور آجکل اسی طرح من گھڑت کہانیاں بنا کر یہ مولوی احمدیوں کے خلاف بھی شدّت پسندی کے اظہار کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ دوسرا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہی ہے وہ ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ وہ بھی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غلط ہے۔

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے ازخود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ
بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے، اس وقت کہہ سکیں گے
کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

غزوہ بنوقینقاع اواخر 2 ہجری

یہ بتایا جا چکا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تھے اس وقت مدینہ میں یہود کے تین قبائل آباد تھے۔ ان کے نام بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آتے ہی ان قبائل کے ساتھ امن وامان کے معاہدے کر لئے اور آپس میں صلح اور امن کے ساتھ رہنے کی بنیاد ڈالی۔ معاہدہ کی رو سے فریقین اس بات کے ذمہ دار تھے کہ مدینہ میں امن وامان قائم رکھیں اور اگر کوئی بیرونی دشمن مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ شروع شروع میں تو یہود اس معاہدہ کے پابند رہے اور کم از کم ظاہری طور پر انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی جھگڑا پیدا نہیں کیا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان مدینہ میں زیادہ اقتدار حاصل کرتے جاتے ہیں تو ان کے تیور بدلنے شروع ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کا تہیہ کر لیا اور اس غرض کیلئے انہوں نے ہر قسم کی جائز وناجائز تدابیر اختیار کرنی شروع کیں۔ حتّٰی کہ انہوں اس بات کی کوشش سے بھی دریغ نہیں کیا کہ مسلمانوں کے اندر پھوٹ پیدا کر کے خانہ جنگی شروع کرادیں۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک موقع پر قبیلہ اوس اور خزرج کے بہت سے لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے باہم محبت واتفاق سے باتیں کر رہے تھے کہ بعض فتنہ پرداز یہود نے اس مجلس میں پہنچ کر جنگِ بُعاث کا تذکرہ شروع کر دیا۔ یہ وہ خطرناک جنگ تھی جو ان دو قبائل کے درمیان ہجرت سے چند سال قبل ہوئی تھی اور جس میں اوس اور خزرج کے بہت سے لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اس جنگ کا ذکر آتے ہی بعض جوشیلے لوگوں کے دلوں میں پرانی یاد تازہ ہوگئی اور گزشتہ عداوت کے منظر آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باہم نوک جھونک اور طعن وتشنیع سے گزر کر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اسی مجلس میں مسلمانوں کے اندر تلوار کھچ گئی۔ مگر خیر گزری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی اور آپؐ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ فوراً موقع پر تشریف لے آئے اور فریقین کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور پھر ملامت بھی فرمائی کہ تم میرے ہوتے ہوئے جاہلیت کا طریق اختیار کرتے ہو اور خدا کی اس نعمت کی قدر نہیں کرتے کہ اس نے اسلام کے ذریعہ تمہیں بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ انصار پر آپؐ کی اس نصیحت کا ایسا اثر ہوا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ اپنی اس حرکت سے تائب ہو کر ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔

جب جنگ بدر ہو چکی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو باوجود ان کی قلت اور بے سروسامانی کے قریش کے ایک بڑے جرار لشکر پر نمایاں فتح دی اور مکہ کے بڑے بڑے عمائد خاک میں مل گئے تو مدینہ کے یہودیوں کی آتش حسد بھڑک اٹھی اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا نوک جھونک شروع کر دی اور مجلسوں میں برملا طور پر کہنا شروع کیا کہ قریش کے لشکر کو شکست دینا کون سی بڑی بات تھی ہمارے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا مقابلہ ہو تو ہم بتادیں کہ کس طرح لڑا کرتے ہیں۔ حتّٰی کہ ایک مجلس میں انہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر اسی قسم کے الفاظ کہے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ جنگ بدر کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے ایک دن یہودیوں کو جمع کر کے ان کو نصیحت فرمائی اور اپنا دعویٰ پیش کر کے اسلام کی طرف دعوت دی۔ آپؐ کی اس پرامن اور ہمدردانہ تقریر کا رؤسائے یہود نے ان الفاظ میں جواب دیا کہ ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم شاید چند قریش کو قتل کر کے مغرور ہو گئے ہو وہ لوگ لڑائی کے فن سے ناواقف تھے۔ اگر ہمارے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو تو تمہیں پتہ لگ جاوے کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ یہود نے صرف عام دھمکی پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے بھی منصوبے شروع کر دیئے تھے کیونکہ روایت آتی ہے کہ جب ان دنوں میں طلحہ بن براء جو ایک مخلص صحابی تھے فوت ہونے لگے تو انہوں نے وصیت کی کہ اگر میں رات کو مروں تو نماز جنازہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ دی جاوے تا ایسا نہ ہو کہ میری وجہ سے آپ پر یہود کی طرف سے کوئی حادثہ گزر جاوے۔ الغرض جنگ بدر کے بعد یہود نے کھلم کھلا شرارت شروع کر دی اور چونکہ مدینہ کے یہود میں بنوقینقاع سب میں زیادہ طاقتور اور بہادر تھے اس لئے سب سے پہلے انہی کی طرف سے عہد شکنی شروع ہوئی۔ چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اِنَّ بَنِیْ قَیْنِقَاعَ کَانُوْا اَوَّلَ یَهُوْدٍ نَقَضُوا مَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللهِ. فَلَمَّا کَانَتْ وَقْعَةُ بَدْرٍ اَظْهَرُوا الْبَغْیَ وَالْحَسَدَ وَنَبَذُوا الْعَهْدَ۔ یعنی مدینہ کے یہودیوں میں سب سے پہلے بنوقینقاع نے اس معاہدہ کو توڑا جو ان کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا اور بدر کے بعد انہوں نے بہت سرکشی شروع کر دی اور برملا طور پر بغض وحسد کا اظہار کیا اور عہد وپیمان کو توڑ دیا۔

مگر باوجود اس قسم کی باتوں کے مسلمانوں نے اپنے آقا کی ہدایت کے ماتحت ہر طرح سے صبر سے کام لیا اور اپنی طرف سے کوئی پیش دستی نہیں ہونے دی، بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ اس معاہدہ کے بعد جو یہود کے ساتھ ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر یہود کی دلداری کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ یہودی نے حضرت موسیٰؑ کی تمام انبیاء پر فضیلت بیان کی۔ صحابی کو اس پر غصہ آیا اور اس نے یہودی کے ساتھ کچھ سختی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل بیان کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپؐ ناراض ہوئے اور اس صحابی کو ملامت فرمائی اور کہا کہ ”تمہارا یہ کام نہیں کہ تم خدا کے رسولوں کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کرتے پھرو۔“ اور پھر آپؐ نے موسیٰؑ کی ایک جزوی فضیلت بیان کر کے یہودی کی دلداری فرمائی۔ مگر باوجود اس دلدارانہ سلوک کے یہودی اپنی شرارت میں ترقی کرتے گئے اور بالآخر خود یہود کی طرف سے ہی جنگ کا باعث پیدا ہوا اور ان کی قلبی عداوت ان کے سینوں میں سما نہ سکی اور یہ اس طرح پر ہوا کہ ایک مسلمان خاتون بازار میں ایک یہودی کی دکان پر کچھ سودا خریدنے کیلئے گئی۔ بعض شریر یہودیوں نے جو اس وقت اس دکان پر بیٹھے ہوئے تھے اسے نہایت اوباشانہ طریق پر چھیڑا اور خود دوکاندار نے یہ شرارت کی کہ اس عورت کے تہہ بند کے نچلے کونے کو اسکی بے خبری کی حالت میں کسی کانٹے وغیرہ سے اس کی پیٹھ کے کپڑے سے ٹانک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ عورت ان کے اوباشانہ طریق کو دیکھ کر وہاں سے اٹھ کر لوٹنے لگی تو وہ ننگی ہوگئی۔ اس پر اس یہودی دوکاندار اور اس کے ساتھیوں نے زور سے ایک قہقہہ لگایا اور ہنسنے لگ گئے۔ مسلمان خاتون نے شرم کے مارے ایک چیخ ماری اور مدد چاہی۔ اتفاق سے ایک مسلمان اس وقت قریب موجود تھا۔ وہ لپک کر موقع پر پہنچا اور باہم لڑائی میں یہودی دوکاندار مارا گیا۔ جس پر چاروں طرف سے اس مسلمان پر تلواریں برس پڑیں اور وہ غیور مسلمان وہیں پر ڈھیر ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو غیرت قومی سے ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور دوسری طرف یہودی جو اس واقعہ کو لڑائی کا بہانہ بنانا چاہتے تھے ہجوم کر کے اکٹھے ہو گئے اور ایک بلوہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے رؤسائے بنوقینقاع کو جمع کر کے کہا کہ یہ طریق اچھا نہیں، تم ان شرارتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو۔ انہوں نے بجائے اسکے کہ اظہار افسوس وندامت کرتے اور معافی کے طالب بنتے سامنے سے نہایت متمردانہ جواب دیئے اور پھر وہی دھمکی دہرائی کہ بدر کی فتح پر غرور نہ کرو، جب ہم سے مقابلہ ہوگا تو پتہ لگ جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ ناچار آپؐ صحابہ کی ایک جمعیت کو ساتھ لے کر بنو قینقاع کے قلعوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ اب یہ آخری موقع تھا کہ وہ اپنے افعال پر پشیمان ہوتے، مگر وہ سامنے سے جنگ پر آمادہ تھے۔ الغرض جنگ کا اعلان ہو گیا اور اسلام اور یہودیت کی طاقتیں ایک دوسرے کے مقابل پر نکل آئیں۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق جنگ کا ایک طریق یہ بھی ہوتا تھا کہ اپنے قلعوں میں محفوظ ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور فریق مخالف قلعوں کا محاصرہ کر لیتا تھا اور موقع موقع پر گاہے گاہے ایک دوسرے کے خلاف حملے ہوتے رہتے تھے۔ حتّٰی کہ یا تو محاصرہ کرنے والی فوج قلعہ پر قبضہ کرنے سے مایوس ہو کر محاصرہ اٹھا لیتی تھی اور یہ محصورین کی فتح سمجھی جاتی تھی اور یا محصورین مقابلہ کی تاب نہ لا کر قلعہ کا دروازہ کھول کر اپنے آپ کو فاتحین کے سپرد کر دیتے تھے اس موقع پر بھی بنوقینقاع نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنے قلعوں میں بند ہو کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا اور پندرہ دن تک برابر محاصرہ جاری رہا۔ بالآخر جب بنوقینقاع کا سارا زور اور غرور ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس شرط پر اپنے قلعوں کے دروازے کھول دیئے کہ ان کے اموال مسلمانوں کے ہو جائیں گے، مگر ان کی جانوں اور ان کے اہل وعیال پر مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو منظور فرما لیا کیونکہ گو موسوی شریعت کی رو سے یہ سب لوگ واجب القتل تھے اور معاہدہ کی رو سے ان لوگوں پر موسوی شریعت کا فیصلہ ہی جاری ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس قوم کا یہ پہلا جرم تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیم وکریم طبیعت انتہائی سزا کی طرف جو ایک آخری علاج ہوتا ہے ابتدائی قدم پر مائل نہیں ہوسکتی تھی، لیکن دوسری طرف ایسے بدعہد اور معاند قبیلہ کا مدینہ میں رہنا بھی ایک مار آستین کے پالنے سے کم نہ تھا۔ خصوصاً جب اوس اور خزرج کا ایک منافق گروہ پہلے سے مدینہ میں موجود تھا اور بیرونی جانب سے بھی تمام عرب کی مخالفت نے مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا، ایسے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فیصلہ ہوسکتا تھا کہ بنو قینقاع مدینہ سے چلے جائیں۔ یہ سزا ان کے جرم کے مقابل میں اور نیز اس زمانہ کے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک بہت نرم سزا تھی اور دراصل اس میں صرف خود حفاظتی کا پہلو بھی مدنظر تھا۔ ورنہ عرب کی خانہ بدوش اقوام کے نزدیک نقل مکانی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ خصوصاً جبکہ کسی قبیلہ کی جائیدادیں زمینوں اور باغات کی صورت میں نہ ہوں جیسا کہ بنوقینقاع کی نہیں تھیں۔ اور پھر سارے کے سارے قبیلہ کو بڑے امن وامان کے ساتھ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جا کر آباد ہونے کا موقع مل جاوے۔ چنانچہ بنوقینقاع بڑے اطمینان کے ساتھ مدینہ چھوڑ کر شام کی طرف چلے گئے۔ ان کی روانگی کے متعلق ضروری اہتمام اور نگرانی وغیرہ کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی عبادۃ بن صامت کے سپرد فرمایا تھا جو ان کے حلفاء میں سے تھے۔ چنانچہ عبادۃ بن صامت چند منزل تک بنوقینقاع کے ساتھ گئے اور پھر انہیں حفاظت کے ساتھ آگے روانہ کر کے واپس لوٹ آئے۔ مال غنیمت جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا وہ صرف آلات حرب اور آلات پیشہ زرگری پر مشتمل تھا۔

بنوقینقاع کے متعلق بعض روایتوں میں ذکر آتا ہے کہ جب ان لوگوں نے اپنے قلعوں کے دروازے کھول کر اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا تو ان کی بدعہدی اور بغاوت اور شرارتوں کی وجہ سے آپؐ کا ارادہ ان کے جنگجو مردوں کو قتل کرادینے کا تھا، مگر عبداللہ بن ابیّ بن سلول رئیس منافقین کی سفارش پر آپؐ نے یہ ارادہ ترک کر دیا، لیکن محققین نے ان روایات کو صحیح تسلیم نہیں کیا کیونکہ جب دوسری روایات میں یہ صریحاً مذکور ہے کہ بنوقینقاع نے اس شرط پر دروازے کھولے تھے کہ ان کی اور ان کے اہل وعیال کی جان بخشی کی جائے گی تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شرط کو قبول کر لینے کے بعد دوسرا طریق اختیار فرماتے۔ البتہ بنوقینقاع کی طرف سے جان بخشی کی شرط کا پیش ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ خود ہی سمجھتے تھے کہ ان کی اصل سزا قتل ہی ہے، مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رحم کے طالب تھے اور یہ وعدہ لینے کے بعد اپنے قلعے کا دروزاہ کھولنا چاہتے تھے کہ ان کو قتل کی سزا نہیں دی جاوے گی، لیکن گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحیم النفسی سے انہیں معاف کر دیا تھا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ لوگ اپنی بداعمالی اور جرائم کی وجہ سے اب دنیا کے پردے پر زندہ چھوڑے جانے کے قابل نہیں تھے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ جس جگہ یہ لوگ جلاوطن ہو کر گئے تھے وہاں انہیں ابھی ایک سال کا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ ان میں کوئی ایسی بیماری وغیرہ پڑی کہ سارے کا سارا قبیلہ اس کا شکار ہو کر پیوند خاک ہو گیا۔

غزوہ بنوقینقاع کی تاریخ کے متعلق کسی قدر اختلاف ہے۔ واقدی اور ابن سعد نے شوال 2 ہجری بیان کی ہے اور متاخرین نے زیادہ تر اسی کی اتباع کی ہے، لیکن ابن اسحاق اور ابن ہشام نے اسے غزوہ سویق کے بعد رکھا ہے جو مسلمہ طور پر ماہ ذی الحجہ 2 ہجری کے شروع میں ہوا تھا اور حدیث کی ایک روایت میں بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ غزوہ بنوقینقاع حضرت فاطمہؓ کے رخصتانہ کے بعد ہوا تھا کیونکہ اس روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے ولیمہ کی دعوت کا خرچ مہیا کرنے کیلئے یہ تجویز کی تھی کہ بنوقینقاع کے ایک یہودی زرگر کو ساتھ لے کر جنگل میں جائیں اور وہاں سے اذخر گھاس لا کر مدینہ کے زرگروں کے پاس فروخت کریں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے رخصتانہ کے وقت جو عام مؤرخین کے نزدیک

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(1175) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی بات کی بابت عرض کیا کہ اس میں میرے کامیاب ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ حضور نے فرمایا کہ میاں تم اللہ تعالیٰ کے نام ’’مُسَبِّبُ الْاَسْبَاب‘‘ کو لے کر اس سے دعا کیا کرو۔

(1176) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہسپتال قادیان نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ خاکسار 1907ء میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے قادیان حاضر ہوا۔ ایک رات میں نے کھانا نہ کھایا تھا اور اس طرح چند اور مہمان بھی تھے جنہوں نے کھانا نہ کھایا تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا **یاایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر** ۔منتظمین نے حضور کے بتلانے پر مہمانوں کو کھانا کھانے کیلئے جگایا۔ خاکسار نے بھی ان مہمانوں کے ساتھ بوقت قریباً ساڑھے گیارہ بجے لنگر میں جا کر کھانا کھایا۔ اگلے روز خاکسار نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دن کے قریب دس بجے مسجد مبارک کے چھوٹے زینے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور حضور کے سامنے حضرت مولوی نور الدین خلیفہ اول کھڑے ہوئے تھے۔ اور بعض اور اصحاب بھی تھے۔ اس وقت حضور کو جلال کے ساتھ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انتظام کے نقص کی وجہ سے رات کوئی مہمان بھوکے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا۔ ’’**یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر**‘‘

(1177) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔میر محمد اسحاق صاحب فاضل نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں ایک خط لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ حضور اس وقت اس دالان میں جو بیت الدعا کے متصل ہے، زمین پر بیٹھ کر اپنا ٹرنک کھول رہے تھے۔ اس لئے مجھے فرمایا کہ خط پڑھو، اس میں کیا لکھا ہے میں نے حضور کو وہ خط پڑھ کر سنایا۔ حضور نے فرمایا کہ کہہ دو کہ خضر انسان تھا۔ وہ فوت ہو چکا ہے۔

(1178) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔میر محمد اسحاق صاحب فاضل نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور میں مستری موسیٰ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور! غیر احمدی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور یہ کہ حضور جب قضائے حاجت کرتے تو زمین اسے نگل جاتی۔ جواب میں حضور نے ان دونوں باتوں کی صحت سے انکار کیا۔

(1179) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔میر محمد اسحاق صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بٹالہ ایک گواہی کیلئے گئے۔ یہ سفر حضور نے رتھ میں کیا۔ میں بھی علاوہ اور بچوں کے حضور کے ہمراہ رتھ میں گیا۔ راستہ میں جاتے وقت حضور نے اعجاز احمدی کا مشہور عربی قصیدہ نظم کرنا شروع کیا۔ رتھ خوب ہلتی تھی۔ اس حالت میں حضور نے دو تین شعر بنائے۔

(1180) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مسجد مبارک میں جو ابھی وسیع نہیں ہوئی تھی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور سید محمد علی شاہ صاحب رئیس قادیان مرحوم اور میں، صرف ہم تینوں بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب نے شاہ صاحب موصوف کو مخاطب کر کے کہا کہ شاہ صاحب! حضرت صاحب دے پرانے زمانے دی کوئی گل سناؤ۔ شاہ صاحب نے ایک منٹ کے وقفہ کے بعد کہا کہ ’’اس پاک زاد دا کی پچھ دے او‘‘ اس کے بعد ایک قصہ سنایا کہ ایک دفعہ ڈپٹی کمشنر کی آمد تھی۔ اور بڑے مرزا صاحب صفائی اور چھڑکاؤ کرا رہے تھے تو میرے اس کہنے پر کہ آپ خود تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں، بڑے مرزا صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر ایک حجرے کے دروازے پر گئے۔ اندر حضرت صاحب لیٹے ہوئے تھے اور تین طرف تین ڈھیر کتابوں کے تھے اور ایک کتاب ہاتھ میں تھی اور پڑھ رہے تھے۔ مرزا صاحب نے کہا آؤ دیکھ لوایہہ حال ہے اسدا۔ میں اس نوں کم کہہ سکدا اہاں؟ میرے اس بیان کرنے سے یہ مطلب ہے کہ قادیان کے پرانے لوگ بھی حضرت صاحب کو باخدا سمجھتے تھے۔

(1181) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب ڈوئی امریکہ کا رہنے والا مطابق پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوا تو میں نے اسی دن، جب یہ خبر آئی حضور سے عرض کیا کہ حضور ڈوئی مر گیا؟ فرمایا ’’ہاں میں نے دعا کی تھی‘‘ یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ وہ پیشگوئی جو دعا کے بعد الہام ہو کر پوری ہو وہ بہ نسبت اس پیشگوئی کے جس میں دعا نہ ہو اور صرف الہام ہو کر پوری ہو، خدا تعالیٰ کی ہستی کو زیادہ بہتر طور پر ثابت کرنے والی ہے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کا **متکلم** ہونے کے علاوہ **سمیع** اور **مجیب** ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

(1182) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جس دن حضرت خلیفہ اول گھوڑے سے گرے، ڈریس کے بعد جب چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے تو میں نے نزدیک ہو کر کہا کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ گھوڑے سے گرنے والی پیشگوئی ظاہری رنگ میں پوری ہوئی۔ میرا مطلب اس بیان کرنے سے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا علم مجھے بھی تھا۔

(1183) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مولا بخش صاحب پنشنر کلرک آف کورٹ نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ جن دنوں مولوی کرم دین سکنہ بھین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مقدمہ فوجداری دائر کیا ہوا تھا، حضرت صاحب اسکے متعلق اپنا الہام شائع کر چکے تھے کہ ہمارے لئے ان مقدمات میں بریت ہوگی۔ لیکن جب ایک لمبی تحقیقات کے بعد مقدمہ کا فیصلہ ہوا کہ آتمارام مجسٹریٹ نے حضور کو پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی، اس سے فوراً ہی بعد ایک اور مقدمہ کی پیشی کیلئے حضور جہلم تشریف لے جا رہے تھے۔ جماعت امرتسر ریلوے سٹیشن پر حاضر ہوئی۔ میں بھی موجود تھا۔ اس وقت میاں عزیز اللہ صاحب منٹو وکیل احمدی نے عرض کیا کہ حضور لوگ ہم کو بہت تنگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الہامات غلط ہو گئے۔ بریت نہ ہوئی۔ حضور کا چہرہ جوش ایمان سے اور منور ہو گیا اور نہایت سادگی سے فرمایا ’’یہ شتاب کار لوگ ہیں۔ ان کو انجام دیکھنا چاہئے۔‘‘ چنانچہ بعد میں اپیل میں حضور بری ہو گئے۔

(1184) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔محمد حسین صاحب پنشنر دفتر قانون گو نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ جنوری 1907ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمدیہ چوک سے باہر سیر کو تشریف لے جا رہے تھے اور میں بھی ساتھ تھا۔ حضور نے فرمایا کہ آج سعد اللہ لدھیانوی کی موت کی اطلاع آئی ہے اور آج عید کا دوسرا دن ہے۔ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے نشان پورا فرمایا۔ اگرچہ کسی کی موت کی خوشی نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نشان سے خوشی ہوتی ہے اور اس لئے آج ہمارے لئے دوسری عید ہے۔

(1185) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مولوی عبداللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ 1905ء میں مَیں پہلی مرتبہ قادیان آیا اور اکیلے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ حضور اس وقت مسجد مبارک میں محراب کی جانب پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے اور خاکسار حضور کے سامنے بیٹھا تھا۔ حضور نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر رکھ کر میرے دائیں ہاتھ کو پکڑا تھا۔ حضور کا ہاتھ بھاری اور پُرگوشت تھا۔

(1186) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مولوی عبداللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ غالباً 1907ء کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر سے تشریف لائے اور آکر مسجد مبارک میں کھڑے ہو گئے۔ حضور کے گرداگرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ جو سب کے سب حضور کے گرد حلقہ کئے ہوئے کھڑے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید کسی صاحب کو یاد ہوگا کہ ہم نے آگے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دکھلایا ہے۔ اس چھوٹی مسجد (مبارک) سے لے کر بڑی مسجد (اقصیٰ) تک سب مسجد ہی مسجد ہے۔ اس پر حاضرین میں سے ایک سے زیادہ اصحاب نے تائیداً بتایا کہ ہاں ہمیں یاد ہے۔ کہ حضور نے یہ بات فرمائی تھی۔ اُن بتانے والوں میں سے جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ایک تو شیخ یعقوب علی صاحب تھے۔ لیکن دوسرے بتانے والوں کے نام مجھے یاد نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ’’اب پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا ہے کہ اس چھوٹی مسجد سے لے کر بڑی مسجد تک سب مسجد ہی مسجد ہے۔‘‘

(1187) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ پیغمبر اسنگھ سب سے پہلے کانگڑہ والے زلزلہ کے دنوں میں جب حضور باغ میں تھے، قادیان آیا تھا۔ میں بھی باغ میں تھا۔ پیغمبر اسنگھ میرے پاس آیا۔ میں نے کہا مسلمانوں کے ہاں کا کھانا کھا لو گے؟ کہنے لگا! کہ میں تاں مہدی دا پیشاب بھی پین نو تیار ایں۔ جاؤ لیاؤ میں پیواں۔ میں خاموش ہو رہا۔ پھر کہنے لگا کہ مجھے ایک جھنڈا بنا دو۔ اور اس پر نبیوں کے نام لکھ دو۔ میں نے کہا کہ میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھوں۔ تب میں نے حضرت صاحب کو عریضہ لکھا کہ پیغمبر اسنگھ کہتا ہے کہ مجھے ایسا جھنڈا بنا دو اور کاغذ پر نقشہ بھی کھینچ دیا۔ تب حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا: بنا دو شاید مسلمان ہو جائے۔ چنانچہ میں نے لٹھے کے ایک سفید کپڑے پر ایک دائرہ کھینچا۔ اور عین درمیان میں آنحضرت ﷺ کا نام لکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے نیچے حضرت صاحب کا نام لکھا۔ یعنی یہ دونوں نام دائرے کے اندر تھے۔ پھر چاروں طرف دائرہ کے خط کے ساتھ ساتھ باقی تمام انبیاء کے نام لکھے اور وہ کپڑا پیغمبر اسنگھ کو دے دیا۔ چنانچہ کچھ مدت بعد پیغمبر اسنگھ مسلمان ہو گیا۔ اسکے مسلمان ہونے کے بعد میں نے اسے کہا کہ جب میں نے تمہیں جھنڈا بنا کر دیا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ ایسا جھنڈا بنا کر دے دو شاید مسلمان ہو جائے۔ تو یہ سن کر پیغمبر اسنگھ بہت خوش ہوا اور دوبارہ مجھ سے پوچھا کہ حضرت صاحب نے ایسا کیا سی۔ میں نے کہا۔ ہاں کیا سی۔

(1189) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسم پر عنابی رنگ کی بانات کا نہایت نرم چغہ دیکھا تھا۔ جس کو ہاتھوں سے مس کر کے خاکسار نے بھی اپنے چہرے پر پھیرا۔ جیسا کہ اور لوگ بھی اسی طرح سے برکت حاصل کرتے تھے۔ نیز مجھے حضور کے پاس سے خوشبو بھی بہت آتی تھی جو شاید مشک کی ہوگی۔

(1190) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ملک مولا بخش صاحب پنشنر کلرک آف کورٹ نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی خبر قادیان پہنچی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت پر بہت صدمہ تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب احمد نور صاحب کابلی واپس آ گئے تھے اور انہوں نے مفصل حالات عرض کر دیئے تھے۔ شام کی مجلس میں مسجد مبارک کی چھت پر میں بھی حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا ہم اس پر ایک کتاب لکھیں گے۔ مجھے حضور کے فارسی اشعار کا شوق تھا۔ میں نے عرض کیا حضور اس میں کچھ فارسی نظم بھی ہو تو مناسب ہوگا۔ حضور نے فرمایا: نہیں، ہمارا مضمون سادہ ہوگا۔ میں شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا کہ میں نے رنج کے وقت میں شعر گوئی کی فرمائش کیوں کر دی لیکن جب کتاب **تذکرۃ الشہادتین** شائع ہوئی تو اس میں ایک لمبی پُردرد فارسی نظم تھی۔ جس سے مجھے معلوم ہوا کہ حضور اپنے ارادے سے شعر گوئی کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے بلکہ جب خدا تعالیٰ چاہتا تھا طبیعت کو اُدھر مائل کر دیتا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ 8

ذوالحجہ 2 ہجری میں ہوا تھا ابھی تک بنوقینقاع مدینہ میں ہی تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر میں نے غزوہ بنوقینقاع کو غزوہ سویق اور حضرت فاطمہؓ کے رخصتانہ کے بعد اواخر 2 ہجری میں رکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس موقع پر یہ ذکر بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ غزوہ بنوقینقاع کا سبب بیان کرتے ہوئے مسٹر مارگولیس نے اپنی طرف سے ایک عجیب و غریب بات بنا کر لکھی ہے جس کا قطعاً کسی روایت میں اشارہ تک نہیں آتا۔ بخاری میں ایک روایت آتی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے شراب کے نشہ میں (اس وقت تک ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی) حضرت علیؓ کے دو اونٹ مار دیئے تھے جو انہیں جنگ بدر کی غنیمت میں حاصل ہوئے تھے۔ اس منفرد واقعہ کو بغیر کسی قسم کی تاریخی سند کے غزوہ بنوقینقاع کے ساتھ جوڑ کر مسٹر مارگولیس رقمطراز ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قبیلہ بنوقینقاع پر اس غرض سے چڑھائی کی تھی کہ تا اسکی غنیمت سے حضرت علیؓ کے اس نقصان کی تلافی کریں۔ تاریخ نویسی میں یہ جرأت غالباً اپنی مثال آپ ہی ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ مسٹر مارگولیس اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات اپنی طرف سے قیاس کر کے زائد کی ہے۔ ’’چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد‘‘ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 457 تا 462، مطبوعہ قادیان 2011)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

معاشرے کے مختلف طبقات کے بعض حقوق کے بارے میں قرآن کریم، احادیث اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کروں گا، یہ حقوق خوبصورت رہنما اصول ہیں جو معاشرے میں امن اور سلامتی کی ضمانت ہیں

آج کے ترقی یافتہ لوگوں کو تو آج اس بات کا خیال آیا ہے کہ یہ قانونی کارروائیاں ہونی چاہئیں لکھنا پڑھنا ہونا چاہئے لیکن

اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس کا تفصیلی حکم دیا ہے تاکہ تجارت اور لین دین اور کاروباروں میں بغیر کسی فتنے اور جھگڑے کے آرام سے سارے کام ہوتے رہیں

قرض دار کو سہولت دینے کا حق اسلام قائم کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جو شخص تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا اسکے قرض میں سے کچھ چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو عرش کے سائے کے نیچے جگہ دے گا

قرض لے کر جھوٹے وعدے نہ کرو اور صاف ستھری بات قرض لیتے وقت بھی کرو اور پھر اپنی نیتوں کو بھی صاف رکھو

حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی سہولت کیلئے مختلف عمارتیں تعمیر کروائیں، آج یورپ کو کہا جاتا ہے کہ عوام الناس کو یہ سہولتیں دیتے ہیں، اسلام میں سب سے پہلے یہ سہولتیں دی گئیں

حقوق کی ادائیگی ہی وہ بنیادی اصول ہے جو ہر پُرامن معاشرے اور دنیا کے امن کی ضمانت ہے

اور اسلام ہی وہ دین ہے جس نے باریکی سے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہمیں توجہ دلائی ہے

ہر احمدی کو جہاں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے

وہاں اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کی بھی ضرورت ہے، دنیا کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے

جلسہ سالانہ جرمنی 2023 سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

مجھے ایک بھی لفظ سمجھ نہیں آرہا تھا مگر جو کچھ بھی کہا گیا وہ کسی طرح میرے جسم اور دماغ سے گزرا

اور کپکپی طاری ہوگئی جو مجھے روحانی طور پر اللہ کے قریب تر لے گئی، بیعت کی وجہ سے مجھے آنسو آگئے (سربیا کے ایک دوست Uros Matovic صاحب)

میں نے دیکھا کہ کس طرح خلیفہ وقت سے ایک روحانی طاقت نکلی جو کہ افراد جماعت اگلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جذب کر رہے تھے،

عالمی بیعت کی روحانی طاقت اتنی پُرکشش تھی کہ اس نے میرے جسم اور دل پر ایک گہرا اثر چھوڑا (چیک ریپبلک سے ایک ریٹائرڈ پروفیسر Daniel Berti صاحب)

اس جلسہ میں شامل ہو کر میں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

احمدیوں کے دلوں میں فتح اسلام کیلئے ایک نہ بجھنے والی آگ جلادی ہے (ایک ترک نوجوان Jan Mert صاحب)

اس پورے جلسہ نے میرے دل پر ایک گہرا اثر ڈالا، خاص طور پر بیعت اور نماز کے دوران میں اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکی پوری بیعت کی تقریب کے دوران روتی رہی اس لمحہ کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی کہ کس طرح تمام احمدی خلیفہ کے ہاتھ پر ایک جان ہو کر بیعت میں شامل ہوئے (سلوا کیہ کی ایک خاتون ٹیچر Martina Hlavata صاحبہ)

عالمی بیعت کے متعلق مہمانوں کے ایمان افروز تاثرات

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

مورخہ 3/ستمبر 2023ء بروز اتوار

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 40 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

عالمی بیعت اور اختتامی اجلاس

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق 3 بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور بیعت کی تقریب ہوئی۔ یہ ایک عالمی بیعت تھی جو MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر کے ممالک میں براہ راست LIVE نشر ہوئی اور دنیا کے تمام ممالک کی جماعتوں نے اس مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ اپنے پیارے آقا کی بیعت کی سعادت پائی۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر ترکی، آذربائیجان، میسیڈونیا، مراکش، فلپائن، جرمن اور عرب سے تعلق رکھنے والے 39/ افراد نے بیعت کی سعادت پائی۔ ان میں 16/ مرد اور 23/ خواتین تھیں۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اختتامی اجلاس کیلئے جونہی سٹیج پر تشریف لائے تو سارا جلسہ گاہ پُرجوش نعروں سے گونج اٹھا اور احباب جماعت نے بڑے ولولہ اور والہانہ انداز میں نعرے لگائے۔

اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ ذاکر مسلم صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم حامد اقبال صاحب استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی نے پیش کیا۔ جبکہ جرمن ترجمہ سٹیفن ہیرٹر صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم مرتضیٰ منان صاحب مربی سلسلہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

میں سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے اسماء

بعد ازاں پروگرام کے مطابق مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے ان طلبہ کے نام پڑھ کر سنائے جنہوں نے سال 2019ء تا 2023ء تعلیمی میدان میں کامیابی حاصل کی۔ ان طلبہ کو خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر حسب ہدایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میڈل اور سندات دی جا چکی ہیں۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر لقمان علی صادق صاحب (جرمنی)
Specialist in Radiology

ڈاکٹر عاصم محمد طارق صاحب (جرمنی)
Specialist in Internal Medicine

ڈاکٹر ریحان احمد رائے صاحب (جرمنی)
Specialist in Obstetrics
and Gynecology

ڈاکٹر غالب احمد شیخ صاحب (جرمنی)
Specialist in Psychiatry
and Psychotherapy

ڈاکٹر عطاء الرحمان علی صاحب (جرمنی)
PhD in Biochemistry

ڈاکٹر نبیل اسلم صاحب (جرمنی)
PhD in Physics

ڈاکٹر مومن احمد صاحب (جرمنی)
PhD in Chemistry
and Life Sciences

ڈاکٹر صادق احمد گوندل صاحب (جرمنی)
PhD in Medicine

ڈاکٹر ولید احمد میاں صاحب (جرمنی)
PhD in Physics

ڈاکٹر شاہ زیب مرزا صاحب (جرمنی)
PhD in Dentistry

ڈاکٹر نعمان چوہدری صاحب (جرمنی)
PhD in Molecular Medicine

ڈاکٹر مسرور احمد کاہلوں صاحب (جرمنی)
PhD in Molecular Biology

سمیع احمد کھوکھر صاحب (جرمنی)
State Examination in Medicine

عاطف احمد صاحب (جرمنی)
State Examination
in Human Medicine

تنزیل احمد خان صاحب (جرمنی)
State Examination
in Human Medicine

مطہر احمد باجوہ صاحب (جرمنی)
State Examination in Law

میاں تنزیل احمد صاحب (جرمنی)
State Examination
in Teaching at Gymnasium

کرشن عباسی صاحب (جرمنی)
State Examination
in Teaching at Gymnasium

طلال بن خلیل صاحب (جرمنی)
State Examination in Teaching
at Gymnasium

مرزا مباہل ماجد صاحب (جرمنی)
State Examination in Medicine

قاصر احمد صاحب (جرمنی)
State Examination in Medicine

مجید ملک صاحب (جرمنی)
Master of Science in Information
Management and Data Science

مسرور احمد کاہلوں صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Molecular Biotechnology

چوہدری سجیل احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Computer Science

شاہ زیب جہانگیر صاحب (جرمنی)
Master of Science
in Electrical Engineering
and Information Technology

شایان احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science
in Electrical Engineering
and Information Technology

اسد شہزاد صاحب (جرمنی)
Master of Science in Advanced
Synthesis and Catalysis

عادل احمد انور صاحب (جرمنی)
Master of Arts in
Media and Cultural Practice

سعود احمد خان صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Industrial Engineering

بلال قمر صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Mechanical Engineering

اسامہ احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in Physics

عاطف احمد خان صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Business Informatics

عثمان ملک صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Technology and Management

رافع انعام صاحب (جرمنی)
Master of Engineering in
Civil Engineering

شمائل احمد طاہر صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Industrial Engineering and IT

نوید ملک صاحب (جرمنی)
Master of Business
Administration in Management

مشاور احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Industrial Engineering and IT

اسامہ کمال پاشا صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Technical Management

عفان صادق صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Business Informatics

فرحان احمد ساجد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Embedded Systems

محمد براق مشتاق صاحب (جرمنی)
Master of Science in Mechanical
and Process Engineering

حلیم ابراہیم بقاپوری صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Biomedical Engineering

مسرور احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Geodesy and Geoinformatics

راشد احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in International
Industrial Engineering

ولید احمد خان صاحب (جرمنی)
Master of Arts in Leadership
in Creative Industries

عطاء الوکیل احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Medical Life Sciences

وقاص احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Product Development

عمیر محمود احمد صاحب (جرمنی)
Master of Engineering in
Civil Engineering

مبارز ندیم صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Computer Science

محمد مدثر احمد راجہ صاحب (جرمنی)
Master of Business
Administration in Engineering
Management International

عدنان حمید صاحب (جرمنی)
Master of Engineering in
Energy Operations Management

عبد المنیب خالد صاحب (جرمنی)
Master of Business Administration
in International Management

خرم شہزاد صدیقی صاحب (جرمنی)
Master of Arts in
General Management

جلیس اقبال صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Molecular Bioengineering

مدبر احمد بشر صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Nanoscience and Nanotechnology

عابد محمود صاحب (جرمنی)
Master of Science
in Mechatronics

مطہر احمد باجوہ صاحب (جرمنی)
Master of Law in
State Administration

ندیم احمد صاحب (جرمنی)
Master of Arts in
Management and Leadership

شارق احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Optical Technologies

شیراز خان صاحب (جرمنی)
Master of Engineering in Media
Communication Technology

عادل احمد صاحب (جرمنی)
Master of Engineering
in Civil Engineering

رضوان محمود صاحب (جرمنی)
Master of Science in Chemical
and Process Engineering

عذیر احمد طاہر صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Mechanical Engineering

سجیل الرحمن صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Business Administration

عاطف جمال ملک صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Business Administration

دانیال احمد الحق صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Information Systems

سعد حسین باجوہ صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Sustainable Materials

وحید چراغ نیاز صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Big Data & Bussiness Analytics

ندال احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science
in IT-Management

رفاقت احمد صاحب (جرمنی)
Master of Science in
Business Administration

مجید ملک صاحب (جرمنی)
Bachelor of Science
in Business Informatics

عمادالدین احمد صاحب (جرمنی)
Bachelor of Engineering
in Electrical Engineering

اسامہ افضل صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in
Business Administration

عاصم بٹ صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in Teaching

روحان خان صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts
in Social Sciences

تصور احمد صاحب (جرمنی)
Bachelor of Science
in Economics

کریم احمد ندیم صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in
Business Administration

آصف شبیر صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in Social Work

توثیق احمد صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in
Business Administration

وقاص اشرف صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in
Digital Business

زاہد احمد صاحب (جرمنی)
Bachelor of Arts in International
Business Administration

ذکریہ احمد صاحب (جرمنی)
in Industrial Engineering
Bachelor of Engineering

سعود احمد خان صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Industrial Engineering
محمد ارسلان طاہر صاحب (جرمنی)	Bachelor of Engineering in Biotechnology
مدثر مقبول صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Process Engineering
مشرف احمد صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Business Informatics
دانیال احمد شاہین صاحب (جرمنی)	Bachelor of Engineering in Industrial Mechanical Engineering
افتخار احمد صاحب (جرمنی)	Bachelor of Arts in German Studies
جری اللہ داہلہ صاحب (جرمنی)	Bachelor of Engineering in Electrical Engineering
ارتضیٰ احمد صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Business Informatics
ظفر اقبال اختر صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Computer Science of Technical Systems
یاسر احمد صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Mechanical Engineering
طاہر کاہلوں صاحب (جرمنی)	Bachelor of Arts in Business Administration
رانا ماہر احمد خان صاحب (جرمنی)	Bachelor of Engineering in Mechanical Engineering
عدنان احمد صاحب (جرمنی)	Bachelor of Arts in International Business Management
محمد سہراب علی صاحب (جرمنی)	A-Levels
حصور طاہر صاحب (جرمنی)	A-Levels
طلحہ احمد صاحب (جرمنی)	A-Levels
خاقان احمد صاحب (جرمنی)	A-Levels
ثاقب احمد مسعود صاحب (جرمنی)	A-Levels
حاشر احمد ملک صاحب (جرمنی)	A-Levels
دریس وحید رانا صاحب (جرمنی)	A-Levels
زریاد احمد صاحب (جرمنی)	A-Levels
روحان راٹھور صاحب (جرمنی)	A-Levels
سدید حمید صاحب (جرمنی)	A-Levels
احسن عارف صاحب (جرمنی)	A-Levels
حافظ شازل احمد ثاقب صاحب (جرمنی)	A-Levels
عریض شیخ صاحب (جرمنی)	A-Levels
ہارون محمد صاحب (جرمنی)	A-Levels
روشان احمد صاحب (جرمنی)	A-Levels

انٹرنیشنل طلباء جنہوں نے جرمنی سے باہر تعلیم حاصل کی

ڈاکٹر قاصد احمد صاحب (سوئٹزرلینڈ)	PhD in Earth Science
برہان احمد صاحب (ایران)	Master of Arts in Persian Language
ڈاکٹر رحمان احمد قمر صاحب (جرمنی)	Diploma in Medicine
ہمزہ شاہین صاحب (جرمنی)	Diploma in Medicine
ڈاکٹر مصدق احمد صاحب (جرمنی)	Diploma in Medicine
یحییٰ ظفر کلہ صاحب (سوئٹزرلینڈ)	Master of Law in Certificate of Transnational Legal Studies
محمد عمیر انور صاحب (سوئٹزرلینڈ)	Master of Science in Biochemistry
اوسامہ رفیق صاحب (جرمنی)	Master of Science in Software Engineering : Web and Cloud
النصر احمد سہگل صاحب (آسٹریا)	O-Levels, A-Levels, Master of Science in Molecular Biology
فضل احمد نجیب صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Chemical Engineering
آفتاب احمد صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Chemical Engineering
زبیر خان صاحب (سوئٹزرلینڈ)	Bachelor of Science in Economics
دانش احمد ندیم بٹ صاحب (جرمنی)	Bachelor of Science in Microbiology
ذیشان احمد صاحب (آخن)	Bachelor of Science in Geology
کاشف شہزاد صاحب (لیتھوینیا)	Bachelor of Architecture in Architecture
حسیب یوسر صاحب (جرمنی)	Bachelor of Arts in Architecture
عطاء الرحمان آرائیں صاحب (سوئٹزرلینڈ)	Bachelors of Science Mechanical Engineering
ڈاکٹر کوئیڈ روو گو عبد الناصر صاحب (برکینا فاسو)	Doctor of Medizin

بعد ازاں 5 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں اس سال برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں اور اس سے پہلے بھی دو تین جلسوں کی اختتامی تقریر میں اسلام کے مختلف طبقات کے حقوق کے بارے میں کچھ بیان کرتا رہا ہوں۔ آج یہاں بھی میں اسی مضمون کو جاری رکھوں گا اور معاشرے کے مختلف طبقات کے بعض حقوق کے بارے میں قرآن کریم احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کروں گا۔ یہی حقوق خوبصورت رہنما اصول ہیں جو معاشرے میں امن اور سلامتی کی ضمانت ہیں۔ ان سے پتا چلتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کتنی خوبصورت تعلیم ہے جو معاشرے کے ہر طبقے کو اس کا حق دلواتی ہے۔ قرض اور تجارت کے لین دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بڑا تفصیلی حکم دیا ہے تا کہ ہر طبقے کا حق قائم کیا جائے۔

حضور انور نے سورۃ البقرۃ کی آیت 283 کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: یہ ایک آیت ہے بڑی تفصیلی آیت۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے اور کوئی کاتب اِس سے انکار نہ کرے۔ کوئی لکھنے والا انکار نہ کرے لکھنے سے کہ وہ لکھے۔ پس وہ لکھے جیسا اللہ نے اسے سکھایا ہے اور وہ لکھوائے جس کے ذمہ دوسرے کا حق ہے، اور اللہ اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرے، اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پس اگر وہ جس کے ذمہ دوسرے کا حق ہے بیوقوف ہو یا کمزور ہو یا استطاعت نہ رکھتا ہو کہ وہ لکھوائے تو اس کا ولی اس کی نمائندگی میں انصاف سے لکھوائے۔ اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ یہ اس لیے ہے کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔ اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ اور لین دین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اسکی مقررہ میعاد تک یعنی مکمل معاہدہ لکھنے سے اکتاؤ نہیں۔ تمہارا یہ طرزِ عمل خدا کے نزدیک بہت منصفانہ ٹھہرے گا اور شہادت کو قائم کرنے کیلئے بہت مضبوط اقدام ہوگا اور اس بات کے زیادہ قریب ہوگا کہ تم شکوک میں مبتلا نہ ہو۔ لکھنا فرض ہے سوائے اسکے کہ وہ دست بدست تجارت ہو جسے تم اسی وقت آپس میں لے دے لیتے ہو۔ اس صورت میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اسے نہ لکھو۔ اور جب تم کوئی لمبی خرید و فروخت کرو تو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور لکھنے والے کو اور گواہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً یہ تمہارے لیے بڑے گناہ کی بات ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرو جبکہ اللہ ہی تمہیں تعلیم دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ایک تفصیلی حکم ہے بڑا واضح ہے جس سے نہ صرف لین دین احسن طریق پر ہوگا بلکہ معاشرے کا امن بھی قائم ہوگا۔ بہت سے ایسے معاملات سامنے آتے ہیں جن میں ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جاتا یا گواہوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے یا لکھنے والوں کو روک دیا جاتا ہے یا لکھا ہی نہیں جاتا معاہدے ہی نہیں ہوتے پھر لڑائی اور جھگڑے ہوتے ہیں۔ پس آج کے ترقی یافتہ لوگوں کو تو آج اس بات کا خیال آیا ہے کہ یہ قانونی کارروائیاں ہونی چاہئیں لکھنا پڑھنا ہونا چاہئے لیکن اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس کا تفصیلی حکم دیا ہے تا کہ تجارت اور لین دین اور کاروباروں میں بغیر کسی فتنے اور جھگڑے کے آرام سے سارے کام ہوتے رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرض لے کر اسے اتارنے کی کس قدر فکر ہونی چاہئے۔ اس بارے میں روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ ایک واقعہ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے بنی اسرائیل میں سے کسی دوسرے شخص سے ایک ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا میرے پاس کوئی گواہ لے کر آؤ میں ان کو گواہ ٹھہراؤں اور رقم دے دوں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ ہی کافی گواہ ہے۔ اس نے کہا پھر اپنا کوئی ضامن پیش کروں اس نے کہا۔ اللہ ہی کافی ضامن ہے۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا اور اس کو مقررہ میعاد کیلئے اشرفیاں دے دیں۔ اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور گواہی پر قرض دے دیا۔ جس نے قرض لیا تھا اس نے سمندر کا سفر کیا اور اپنا کام سرانجام دیا اور اسکے بعد جہاز کی تلاش کی جس پر سوار ہو کر اسکے پاس اس معیار پر پہنچ جائے جو اس نے مقرر کی تھی یعنی وہاں واپس آئے اور قرض دینے والے کا قرض اتار سکے مگر اس نے کسی جہاز کو نہیں پایا۔ آخر اس نے ایک لکڑی لی اور اسے کریدا اور اس میں ایک ہزار اشرفیاں اور اپنا ایک خط اپنے دوست کے نام رکھ دیا پھر اسکا منہ بند کر دیا اور پھر اسے لے کر سمندر پر آیا اور کہا اے میرے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار اشرفیاں لی تھیں اور اس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا اور میں نے کہا تھا اللہ ہی کافی ضامن ہے اور وہ تیرا نام سن کر راضی ہو گیا اور اس نے مجھ سے گواہ مانگا تھا اور میں نے کہا تھا اللہ ہی کافی گواہ ہے اور وہ تیرا نام سن کر راضی ہو گیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤں تا اس کا مال اس کو بھیج دوں مگر میں نہ کر سکا اور اب میں یہ مال تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں ڈال دی یہاں تک کہ وہ سمندر میں آگے چلی گئی۔ اس نے کہا اب اور کوئی ذریعہ نہیں تو اللہ پہ توکل کرتے ہیں۔ پھر اللہ کے توکّل کا کیا نتیجہ نکلا اسکے بعد وہ واپس گھر آ گیا اور جہاز کی تلاش میں پھر بھی رہا تا کہ اپنے ملک واپس جا سکے۔ وہ شخص جس نے اس کو قرض دیا ہوا تھا ایک دن باہر نکلا کہ دیکھیں شاید کوئی جہاز اسکا مال یا روپیہ لے کر آیا ہو تو اس کی نظر اس لکڑی پر پڑی جسکے اندر مال رکھا ہوا تھا۔ وہ اسے اپنے گھر والوں کیلئے ایندھن سمجھ کے لے گیا۔ جب اس نے اسکو چیرا تو اس میں مال اور خط پایا۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ شخص بھی پہنچا جس کو اس نے مال قرض دیا تھا۔ وہ ایک ہزار دینار اپنے ساتھ لایا اور کہا اللہ کی قسم میں نے جہاز کی انتہائی تلاش کی تھی تا تمہارا مال تمہیں واپس کروں مگر جس جہاز میں میں آیا ہوں اس سے پہلے میں نے کوئی جہاز نہیں پایا تو قرض خواہ نے کہا کیا تو نے کوئی رقم میرے لیے بھیجی تھی؟ اس نے کہا کہ میں تجھے بتاتا ہوں کہ مجھے اس جہاز کے سوا جس میں اب آیا ہوں کوئی جہاز نہیں ملا۔ قرض خواہ نے کہا کہ اللہ نے تیری طرف سے وہ مال مجھے پہنچا دیا ہے جو تو نے لکڑی میں بند کر کے بھیجا تھا۔ پس تو اطمینان سے ہزار اشرفیاں لے کر واپس لوٹ جا۔

یہ ایمانداری دونوں طرف سے ملتی ہے ہمیں۔ پس یہ ایمان کی حالت ہے اور یہ قرض اتارنے کی فکر ہے جو ایک قرض دار کو ہونی چاہئے اور پھر جس کا قرض اتارنا تھا

اس کی ایمانی حالت بھی اعلیٰ معیار کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہلے ادائیگی کا سامان کر دیا تو پھر اس سے دھوکا سے دوبارہ لینے کی کوشش نہیں کی۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو ہمارے اندر ہونے چاہئیں اور یہی وہ معیار ہیں جن سے ہم اپنے ایمان میں کامل اور اپنے عہد بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ پس اس لحاظ سے ہم میں سے ہر ایک کو جائزہ لینا چاہئے جو کاروبار کرتے ہیں یا لین دین کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر قرض دار کو سہولت دینے کا حق اسلام قائم کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا اسے قرض میں سے کچھ چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو عرش کے سائے کے نیچے جگہ دے گا۔ اس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک مومن جسے عرش کے سائے کی فکر ہے اس کیلئے یہ کتنی بڑی ضمانت ہے۔ یہ باتیں ہیں جو حسین معاشرے کو قائم کرتی ہیں لیکن بہت سارے معاملات آتے ہیں ایسے جھگڑے اٹھتے ہیں جہاں دھوکے دیے جاتے ہیں ایک دوسرے کو، یا انکار کیے جاتے ہیں یا دوہری دوہری رقمیں وصول کی جاتی ہیں یا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کیلئے مقدمے بازیاں ہوتی ہیں۔ پس ہمارے معاشرے میں تو یہ باتیں نہیں ہونی چاہئیں ایک حسین اور پاک معاشرہ ہونا چاہئے ہمارا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر قرض داری اور گناہ سے پناہ مانگتے تھے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں قرض داری سے بہت پناہ مانگتے ہیں تو آپ نے فرمایا جو قرض دار ہوگا وہ جھوٹی بات کہے گا اور وعدہ خلافی کرے گا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسی کوئی بات نہیں کر سکتے تھے آپ اپنی امت کو سبق دے رہے ہیں نصیحت فرما رہے ہیں کہ قرض لے کر جھوٹے وعدے نہ کرو اور صاف ستھری بات قرض لیتے وقت بھی کرو اور پھر اپنی نیتوں کو بھی صاف رکھو۔ بہت سے لوگ قرض اتارنے کی توفیق ہوتے ہوئے بھی بہت لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اور پھر جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ پس ہر قرض دار کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔ قرض سے نجات اور جلد اتارنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک نسخہ بیان فرمایا ہے۔ اللہ پر توکل ہو اللہ سے دعا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی قرض سے نجات کی اور جلد اتارنے کے سامان فرما دیتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کیا کہ میرا قرض بہت ہے دعا کریں اتر جائے۔ اب بہت لوگ لکھتے رہتے ہیں قرض کی دعا کیلئے تو آپ نے فرمایا۔ استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے نیز استغفار کلیدِ ترقیات ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا رویہ قرض کی ادائیگی کا کیا تھا۔ ایک دفعہ ایک یہودی آیا جس کا آپ نے قرض دینا تھا اس نے آ کر سخت کلامی شروع کی اور گو ادائیگی قرض کی میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی تھی ابھی وقت تھا جو معاہدہ طے ہوا تھا اس کے مطابق، مگر آپ نے اس سے معذرت کی اور ایک صحابی کو بھیجا کہ فلاں شخص سے جا کر کچھ قرض لے آؤ اور اس یہودی کا قرض ادا کر دیا۔ جب وہ یہودی سخت کلامی کر رہا تھا تو صحابہ کو اس یہودی پر سخت غصہ آیا اور ان میں سے بعض اسے سزا دینے کیلئے تیار ہو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ مت کہو کیونکہ میں نے اسکا قرض دینا تھا اور اسکا حق تھا کہ مجھ سے مطالبہ کرتا۔ جس وقت کا یہ واقعہ ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی تفصیل بھی لکھی ہے کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا آپ مدینہ اور اسکے اردگرد کے بہت سے علاقے کے بادشاہ ہو چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے زیر نگین تھا یہ سارا علاقہ، آپ کی حکومت تھی وہاں اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس حالت میں آپ کا اس یہودی کی سختی برداشت کرنا عزت کی کس قدر عظیم الشان قربانی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ آپ کی اس عاجزی کو دیکھ کے اور انصاف کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرض کی ادائیگی کی پابندی اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ چاشت کا وقت تھا لوگ ایک جنازہ کندھوں پر اٹھائے ہوئے آئے۔ ورثاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس میت کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے اس صاحب کے ذمہ کوئی قرض تو نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا صرف دو دینار قرض ہے۔ اتنے غریب لوگ تھے وہ لوگ دو دینار بھی اتار نہیں سکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جنازہ پڑھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تم خود ہی اپنے صاحب کی نماز جنازہ پڑھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی برکت سے محروم نہ ہو جائے دعا کی برکت سے محروم نہ ہو جائے جلدی سے خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ دو دینار میرے ذمہ ہیں میں ادا کر دوں گا اور میت اس سے بری الذمہ ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کا جنازہ پڑھایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جزاک اللہ خیرا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ جزاک اللہ خیرا۔ اللہ تعالیٰ تجھے بھی رہن سے آزاد کرے جس طرح تم نے اپنے بھائی کو آزادی دلائی ہے۔ ہر میت اپنے قرض کے سبب رہن رکھا ہوا ہوتا ہے اور جو شخص کسی میت کو اس سے چھڑائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس کے دَین سے آزادی دلائے گا۔ پس یہ اہمیت ہے۔ پس یہ ہے وہ معیار جو ایک مؤمن کی شان ہے کہ قرض اتارنے کا ہمدردی کا اور دوسروں سے سلوک کا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرضداروں کی ادائیگی کیلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح مدد فرمایا کرتے تھے خاص طور پر وہ لوگ جنہوں نے دین کیلئے قربانیاں دی ہوں۔ اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ احد کی جنگ میں شہید ہوئے اور انہوں نے چھ بیٹیاں پیچھے چھوڑیں اسی طرح اپنے اوپر قرضہ بھی چھوڑا۔ جب ان کے باغ کی کھجور کاٹنے کا وقت آ پہنچا تو کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ کو علم ہی ہے کہ میرے والد احد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے اور انہوں نے بہت سا قرضہ اپنے ذمہ چھوڑا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور قرض خواہ آپ کو دیکھیں تو شاید قرض میں کچھ تخفیف کر دیں کچھ کمی کر دیں کچھ رعایت دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا جاؤ اور ہر قسم کی کھجور جو تمہاری پکی کھجور ہے اس کو الگ الگ ڈھیر کر دو۔ چنانچہ کہتے ہیں میں واپس آیا اور ایسا ہی کیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے گیا تو قرض خواہوں نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ تشریف لے آئے ہیں تو مجھ سے قرض کی ادائیگی کا اور بھی سختی سے مطالبہ کرنے لگے۔ کہتے ہیں جب آنحضور ﷺ نے ان کا یہ حال دیکھا تو آپ کھجوروں کے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے اس ڈھیر میں سے انہیں ماپ ماپ کر دینا شروع کیا جو جس جس کا قرض تھا وہ دینا شروع کیا کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ اللہ نے میرے والد کا کل قرضہ ادا کر دیا اور بخدا میں تو اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کا قرضہ ادا کر دے چاہے میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں لیکن جتنے ڈھیر وہاں تھے سب بچ رہے حضور ﷺ کی دعا سے اور خدا کی قسم میں اس ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے وہ ایسا ہی رہا جیسے ایک کھجور بھی اس میں سے کم نہیں ہوئی۔ پس یہ آپ کی شفقت تھی ان لوگوں کے بچوں کیلئے جو دین کی راہ میں قربان ہوئے اور انہیں دعا دی اور قرض بھی اتر گیا یہ نہیں کہ قرض خواہوں کو مہلت دی کہ تم بعد میں لے لینا بلکہ قرض اتارا اور بچوں کو ان کا مال بھی مل گیا۔

اسلام کی تاریخ میں عوام الناس کے حقوق ادا کرنے کیلئے خلفاء نے کیا کوششیں کیں حضرت عمرؓ کے زمانے کی جو کوششیں ہیں ان کا جو مختصر ذکر ملتا ہے وہ اس طرح ہے۔

حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی بھلائی اور بہتری کیلئے بہت سے کام سرانجام فرمائے۔ زراعت میں بہتری اور عوام کیلئے پانی کی فراہمی کیلئے نہریں کھدوائیں۔ نہر ابو موسیٰ: دریائے دجلہ سے نو میل لمبی نہر بنا کر بصرہ تک لائی گئی۔ نہر معقل: یہ نہر بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی۔ نہر امیر المومنین: حضرت عمرؓ کے حکم سے دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملایا گیا۔ اٹھارہ ہجری میں عرب میں جب قحط پھیلا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو امداد کیلئے خط لکھا۔ فاصلہ چونکہ زیادہ تھا اس لیے امداد میں تاخیر ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے عمرو کو بلا کر کہا کہ دریائے نیل کو سمندر سے ملا دیا جائے تو عرب میں کبھی قحط نہ ہو۔ عمرو نے واپس جا کر فسطاط سے بحیرہ قلزم تک نہر تیار کروائی جس کے ذریعہ بحری جہاز مدینہ کی بندرگاہ جدہ تک پہنچ جاتے۔ یہ نہر انتیس میل لمبی تھی اور چھ ماہ کے عرصہ میں تیار کر لی گئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کو آپس میں ملانے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ ''فرما'' کے پاس سے جہاں بحر قلزم اور بحر روم میں ستر میل کا فاصلہ تھا نہر نکال کر ان کو ملا دیا جائے لیکن حضرت عمر یونانیوں کے ہاتھوں حاجیوں کے لوٹے جانے کے ڈر سے اس پر رضامند نہ ہوئے اگر عمرو بن عاص کو اجازت مل جاتی تو نہر سویز کی ایجاد عربوں کے حصہ میں آتی۔

حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی سہولت کیلئے مختلف عمارتیں تعمیر کروائیں۔ آج یورپ کو کہا جاتا ہے کہ یہ سہولتیں دیتے ہیں عوام الناس کو۔ اسلام میں سب سے پہلے یہ سہولتیں دی گئیں۔ ان کے حق قائم کیے گئے۔ آج مسلمان حکومتیں اگر اس بات کو دیکھ لیں اس بات پر عمل کرنا شروع کر دیں تو ان کے اندر کے فساد ختم ہو جائیں۔ ان میں مساجد بھی تھیں جو حضرت عمرؓ نے تعمیر کرائیں عدالتیں، فوجی چھاؤنیاں، بیرکس، ملکی تعمیراتی کاموں کیلئے مختلف دفاتر، سڑکیں، پل، مہمان خانے، چوکیاں سرائے وغیرہ۔ مدینہ سے مکہ تک ہر منزل پر چشمے اور سرائیں بنوائیں چوکیاں بھی تعمیر کروائیں۔ مارکیٹ کے عوام الناس کے حقوق میں سے مارکیٹ کی جو قیمتیں ہیں ان میں بھی دخل اندازی ایک حد تک جائز ہو جاتی ہے بعض دفعہ حکومت کی۔ اسلام میں مال کی قیمت گرانے کی ممانعت ہے اس لیے کہ اس سے لوگوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے دوسرے کاروباریوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور اس سے پھر بدامنی پیدا ہوتی ہے۔ اسکی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ

اسلام نے قیمت کو ناجائز حد تک گرانے سے بھی منع کیا ہے قیمت کا گرانا بھی ناجائز مال کمانے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ طاقتور تاجر اِس ذریعہ سے کمزور تاجروں کو تھوڑی قیمت پر مال فروخت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور انکا دیوالیہ نکلوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپ بازار کا دورہ کر رہے تھے کہ ایک باہر سے آئے ہوئے شخص کو دیکھا کہ وہ خشک انگور نہایت سستی قیمت پر فروخت کر رہا تھا جس قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ یا تو اپنا مال منڈی سے اٹھا کر لے جاؤ یا پھر اسی قیمت پر فروخت کرو جس مناسب قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت کر رہے ہیں۔ جب آپ سے اِس حکم کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ اگر اِس طرح فروخت کرنے کی اِسے اجازت دی گئی تو مدینہ کے تاجروں کو جو مناسب قیمت پر مال فروخت کر رہے ہیں نقصان پہنچے گا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ بعض صحابہ نے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا کہ منڈی کے بھاؤ میں دخل نہیں دینا چاہئے مگر ان کا یہ اعتراض درست نہ تھا کیونکہ منڈی کے بھاؤ میں دخل دینے کے یہ معنی ہیں کہ پیداوار اور مانگ (Supply and Demand) کے اصول میں دخل دیا جائے اور ایسا کرنا بے شک نقصان دہ ہے اور اس سے حکومت کو بچنا چاہئے۔ ورنہ عوام کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور تاجر تباہ ہو جائیں گے۔ لیکن قیمتیں جو ہیں اس طرح اس میں کوئی دخل اندازی نہیں۔ پس اس حد تک اسلام معاشرے کے حقوق کو قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے امیر اور رعایا کے فرائض کو ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ حضرت سلمی بن شہاب ابدی کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا۔ اے رعایا! ہمارے تم پر کچھ حقوق ہیں ہماری غیر موجودگی میں بھی تم ہمارے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرو۔ یہ ہمارا حق ہے حکومت کا حق ہے کہ رعایا حکومت کی خیر خواہی کا معاملہ کرے اور خیر کے کاموں میں ہماری مدد کرو اور اللہ کے نزدیک امام کی بردباری اور نرمی زیادہ پسندیدہ اور فائدے کے لحاظ سے زیادہ اہم ہے۔ اور امام کی جہالت اور سختی اللہ کو زیادہ ناپسندیدہ ہے اور امام یا امیر کا کام یہ ہے کہ اس کی بردباری اور نرمی ہو اور سختی نہ ہو کیونکہ وہ جہالت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جہاں لوگوں کو قانون کے دائرے میں رہنے کی نصیحت فرمائی وہاں امراء کو بھی ان کے حق ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسلامی حکومت میں کس طرح حق کا خیال رکھا جاتا تھا۔ ابوقبیل سے روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے رعایا کی خبر گیری کیلئے ایک شخص جس کا نام ابوالجیش تھا مقرر کیا ہوا تھا۔ پس وہ ہر روز مجالس کا دورہ کرتا اور پوچھتا کہ کیا کسی کا بچہ پیدا ہوا ہے یا کسی کے ہاں کوئی مہمان آیا ہے؟ پس جب وہ خبر لے لیتا تو وہ اس خبر کو رجسٹر پر نوٹ کر لیتا تا کہ اس کے رزق کا انتظام کیا جا سکے۔ کاش کہ آجکل کے مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں اور یہ حق قائم کریں تو امن قائم ہو۔ بجائے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کے اپنے قول و فعل سے اسلام کی خوبصورت تعلیم یہ لوگ دکھانے والے ہوں لیکن ان کو عقل نہیں آ سکتی جب تک یہ زمانے کے امام کو ماننے والے نہیں بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی عقل بھی عطا کرے۔

خدا تعالیٰ ہمیں اسلام کی تعلیم کے مطابق ان حقوق کو سمجھنے اور اپنے ذمہ جو ہمارے یہ حقوق ہیں ان کی ادائیگی

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مختلف وقتوں میں جیسا کہ میں نے بتایا تھا حقوق کی تفصیل بتا رہا ہوں اسلام نے جس تفصیل سے حقوق بیان کیے ہیں اور ہر طبقے کے حقوق بیان کیے ہیں۔ اب تک مختلف سالوں میں میں پچیس کے قریب یہ حقوق بیان کر چکا ہوں۔ یہ حقوق کی ادائیگی ہی وہ بنیادی اصول ہے جو ہر پُرامن معاشرے اور دنیا کے امن کی ضمانت ہے اور اسلام ہی وہ دین ہے جس نے اس باریکی سے ان حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہمیں توجہ دلائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی کو جہاں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہئے وہاں اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کی بھی ضرورت ہے۔ دنیا کو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو بھی اس خوبصورت تعلیم کو سمجھانے کی ضرورت ہے اور غیر مسلموں کو بھی اس سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پس اس ذمہ داری کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنا بھی چاہئے اور اس کو ادا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ اب ہم دعا کریں گے اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو خیریت سے اپنے گھروں میں لے کر جائے جو بھی انہوں نے یہاں سیکھا سنا سمجھا اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسرے یہ بھی بتاؤں کہ اب تو یہ حکومت کی طرف سے یہی اعلان ہے کہ کووڈ کی بیماری یہاں جرمنی میں سے ختم ہوگئی ہے لیکن ان دنوں میں بھی بعض لوگوں کی باتوں سے پتا لگا ہے مجھے کہ ان کو کووڈ کی بیماری ہوئی ہے اس لیے عمومی طور پر ہر ایک کو احتیاط کرتے رہنا چاہئے اور ہومیو پیتھک دوائیاں اگر منع نہیں یہاں حکومت کی طرف سے تو ایک اپنی ذمہ داری سے لے سکتا ہے ان کو کھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس سے محفوظ رکھے اور سب کو اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور خیریت سے اپنے گھروں کو جائیں۔ دعا کرلیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 6 بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حاضری کے بارے میں بھی رپورٹ دے دوں جو ان کی حاضری کی رپورٹ ہے۔ مستورات کی حاضری تیئس ہزار چھ سو پندرہ (23615) اور مرد حضرات کی تیئس ہزار چھ سو بائیس (23622) ہے۔ لیکن ایک بات میں یہاں بتا دوں کہ عورتوں کی لجنہ کے ہال میں صبح میں نے دیکھا کہ خاموشی اور ڈسپلن یہاں مردوں کی نسبت زیادہ تھا اور اجتماع کے بعد بھی انہوں نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ تبلیغی مہمانوں کی حاضری 970 ہے۔ کل حاضری سینتالیس ہزار دو سو سینتیس (47237) ہے اور گذشتہ سالوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔ 2019ء میں تینتالیس ہزار تھی اب سینتالیس ہزار ہے چار ہزار زیادہ ہے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق مختلف گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کیے۔ سب سے پہلے افریقن احباب پر مشتمل گروپ نے اپنے مخصوص روایتی انداز میں اپنا پروگرام پیش کیا اور کلمہ طیبہ کا ورد کیا۔ اسکے بعد جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلبہ پر مشتمل گروپ نے اردو زبان میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔

بعد ازاں عرب احباب پر مشتمل گروپ نے قصیدہ پیش کیا۔ اسکے بعد جرمن زبان میں ایک گروپ نے دعائیہ نظم پیش کی۔ بعد ازاں ترکی زبان میں اور پھر میسیڈونین زبان میں میسیڈونیا سے آنے والے احمدی احباب اور نوجوانوں نے خوش الحانی سے نظم پیش کی۔

آخر پر واقفین زندگی کے ایک گروپ نے اردو زبان میں دعائیہ نظم پیش کی، جب یہ ترانے اور نظمیں پڑھی جارہی تھیں اُس وقت بڑا رُوح پرور ماحول تھا۔ جونہی یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا تو احباب جماعت نے بڑے ولولہ اور جوش سے پُرشوکت آواز میں نعرے بلند کیے۔ سارا ماحول نعروں کی صدا سے گونج اٹھا۔ ہر چھوٹا، بڑا، جوان، بوڑھا اپنے پیارے آقا سے اپنی محبت، عقیدت اور فدائیت کا اظہار بڑے جوش سے کر رہا تھا۔

یہ جلسہ کے اختتام کے الوداعی لمحات تھے اور دل عشق ومحبت اور فدائیت کے جذبات سے بھرے ہوئے تھے۔ اس ماحول میں حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے اپنے عشاق کو السلام علیکم کہا اور نعروں کے جلو میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی نومبائعات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

پروگرام کے مطابق 6 بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والی نومبائعات نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان نومبائعات کی تعداد 44/تھی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان سب کو جلسہ کیسا لگا اور کون سے ایسے لمحات تھے جو ایمان کو تقویت بخشنے والے تھے؟ اس پر ایک نومبائعہ خاتون نے عرض کیا کہ انہیں تمام کارکنان کی محنت متاثر کن لگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یورپین کھانے کے حوالے سے کچھ شکایات موصول ہوئی ہیں۔ اس بارہ میں حضور انور نے جائزہ لیا۔

ایک جرمن امریکن بہن نے تین ماہ قبل بیعت کی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے احمدیوں کی Common Sense متاثر کرتی ہے۔

حضور انور نے موصوفہ سے استفسار فرمایا کہ کس بات نے ان کو بیعت کی طرف مائل کیا ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ وہ یوم آخرت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں تحقیق کر رہی تھی۔ اس بارہ میں انٹرنیٹ پر مطالعہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ احمدیہ جماعت کی ایک مسجد میں جائیں۔ پھر اسکے بعد بیعت کر لی۔ ایک خاتون نے عرض کی کہ اُسے جلسہ کے دوران خدمت کرنے کا بھی موقع ملا ہے۔ پہلے دن کچھ انتظامی مسائل تھے۔ خاص کر اس چیز میں مشکلات کا سامنا ہوا کہ بہت زیادہ گند اکٹھا کیا جاتا ہے اور کھانا بھی ضائع ہوتا ہے۔

ایک نومبائعہ خاتون جس نے 2021ء میں بیعت کی تھی بتایا کہ یہ اس کا پہلا جلسہ سالانہ تھا اور اس کیلئے بیعت کی تقریب انتہائی جذباتی تھی۔

بعد ازاں ایک نومبائعہ خاتون نے عرض کیا کہ وہ بیعت کے بعد کس طرح اپنی فیملی سے رابطہ رکھے؟ موصوفہ نے عرض کیا کہ وہ دل سے تو نو سال قبل احمدی ہو چکی تھی لیکن بیعت اس نے دو سال قبل کی۔ لیکن آج تک اپنی فیملی کو بیعت کے بارہ میں نہیں بتایا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اگر وہ اپنی فیملی کو بتانے سے خطرہ محسوس کرتی ہیں تو پھر ابھی خاموش رہیں۔ اگر وہ اپنے دین اور اپنے حالات سے مطمئن ہیں تو پھر ابھی کسی اعلان کی ضرورت نہیں یہاں تک کہ ان کی شادی ہوجائے یا پھر وہ محتاج نہ رہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسے حکمت سے کام لینا ہوگا اور کسی طرح معلوم کرنا ہوگا کہ اس کی فیملی کا ردّعمل کیا ہوگا۔ اور جتنی دیر تک یہ اپنی فیملی کی محتاج ہیں اتنی دیر تک بیعت کے اعلان کی ضرورت نہیں۔ اس نومبائعہ خاتون نے عرض کیا کہ اسے یہ بات غلط لگتی ہے کہ وہ اپنی فیملی کو تبلیغ نہیں کر سکتی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ہر چیز حالات کے مطابق ہی ہوا کرتی ہے۔

ایک کُرد خاتون نے عرض کیا کہ اسے بھی اپنی فیملی کی طرف سے مشکلات کا سامنا ہے۔ اس کی فیملی مسلمان تو ہے لیکن وہ اپنے مذہب پر عمل نہیں کرتے اور احمدیت کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسے دھمکی بھی دی ہوئی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اگر وہ خود اپنے مذہب پر عمل نہیں کرتے تو وہ کسی اَور کے مذہب کو غلط کس طرح قرار دے سکتے ہیں؟ حضور انور نے انہیں بھی ہدایت فرمائی کہ حکمت سے کام لیں اور اپنی بیعت کا اعلان تب کریں جب آپ اپنی فیملی کی محتاج نہ رہیں۔

نومبائعات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ ملاقات 7 بجکر 10 منٹ تک جاری رہی۔

مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

اسکے بعد پروگرام کے مطابق نومبائع احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ شرف ملاقات پایا۔ نومبائعین کی تعداد 24/تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو جلسہ کیسا لگا؟ اس پر نومبائعین نے عرض کیا کہ بہت اچھا لگا۔ ایک نومبائع نے عرض کیا کہ گذشتہ جلسہ جو کارلسروئے میں ہوا تھا جس میں حضور شامل نہ ہو سکے تھے چھوٹا جلسہ تھا امسال اب بڑا جلسہ ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ جنہوں نے آج بیعت کی ہے وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں چنانچہ اس پر نومبائعین نے ہاتھ کھڑے کیے۔

ایک نومبائع نے عرض کیا کہ میں نے دو سال قبل بیعت کی تھی کاسل شہر سے ہوں۔ پہلے میں خواب میں حضور کو دیکھتا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے خواب پورا کر دیا ہے اور خود آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

ایک نومبائع نے جس نے حضور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تھا عرض کیا کہ مجھے ایسا لگا کہ میرا ہاتھ جنت میں پہنچ گیا ہے۔

ایک نومبائع نے عرض کیا کہ میرے والدین علوی مسلمان ٹرکش ہیں موصوف نے اپنے والدین کیلئے دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔

ایک نومبائع دوست نے جس کا نام Philip Shahid تھا، حضور انور کی خدمت میں اسلامی نام رکھنے کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کا نام تو پہلے ہی اسلامی نام ہے۔ اپنا نام Philip ہی رکھیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ دوسری قوموں سے جو لوگ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں ان کے وہی نام رہتے ہیں۔

ایک نومبائع نے عرض کیا کہ وہ ترکی سے ہیں اور یہاں جرمنی میں آخن (Aachen) میں رہتے ہیں۔ میری چچی کو کینسر ہے ان کیلئے دعا کریں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

ایک نومبائع نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بیٹے کو Epilepsy کی تکلیف ہے، اس کیلئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

نومبائعین کی حضور انور کے ساتھ یہ ملاقات 7 بجکر 20 منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

بیت السبوح کیلئے روانگی

اب یہاں Stuttgart سے پروگرام کے مطابق فرنکفرٹ ''بیت السبوح'' کیلئے روانگی تھی۔ 7 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔

احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کیلئے جمع ہو چکی تھی اور احباب مسلسل نعرے بلند کر رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت کچھ دیر کیلئے احباب میں رونق افروز ہوئے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔

بعد ازاں 7 بجکر 50 منٹ پر یہاں سے بیت السبوح کیلئے روانگی ہوئی۔ یہاں کی پولیس نے موٹروے تک قافلہ کو Escort کیا۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد 9 بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔

بعد ازاں 10 بجکر 5 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

بیعت کرنے والے احباب کے ایمان افروز تاثرات

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 39/افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ان بیعت کرنے والوں کا تعلق سات مختلف

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی اپنے آپ کو
تقویٰ میں بڑھانے کیلئے جدوجہد کرے
(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنے نیک نمونے کے ذریعہ
لوگوں کے دلوں کو اسلام احمدیت کیلئے جیتنے کی کوشش کریں
(پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

اقوام سے تھا۔ بیعت کرنے والے احباب کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ بعض احباب نے اپنے جذبات کا اظہار کیا جو درج ذیل ہے۔

☆سربیا کے ایک دوست Uros Matovic صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے اس سال کے جلسہ سالانہ کی دعوت ملی تو میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس دعوت کو قبول کرلیا۔ پھر جلسہ میں آکر مجھے جماعت کو سمجھنے کا موقع ملا اور مجھے یہ احساس ہوا کہ آپ کی کمیونٹی عالمی طور پر باہم متصل ہے۔ سب سے زیادہ، بیعت کی تقریب نے میرے پر روحانی اور جذباتی اثر ڈالا۔ پہلے لمحہ سے ہم سب نے ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے، مجھے ایک بھی لفظ کی سمجھ نہیں آرہا تھا، مگر جو کچھ بھی کہا گیا وہ کسی طرح میرے جسم اور دماغ سے گزرا، اور کپکپی طاری ہوگئی، جو مجھے روحانی طور پر اللہ کے قریب تر لے گئی۔ بیعت کی وجہ سے مجھے آنسو آ گئے۔

☆جارجیا سے ایک خاتون Lia Dekanadze صاحبہ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے جلسہ پر بار بار دیکھنے کو ملا کہ کس طرح چھوٹے اور بڑے ایک خاص جانفشانی سے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ عالمی بیعت کو دیکھ کر جذبات کو control میں نہیں لایا جارہا تھا۔ یہ جلسہ کے آخری دن میں ایک وعدہ سب سے لیا جارہا ہے کہ ہم اسلام کے مطابق آئندہ بھی اپنی زندگی سنواریں گے۔

☆چیک ریپبلک سے ایک ریٹائرڈ پروفیسر Daniel Berti صاحب نے جلسہ کے موقع پر بیعت کی تقریب کو دیکھا۔ وہ کہتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ کس طرح خلیفہ وقت سے ایک روحانی طاقت نکلی جو کہ افرادِ جماعت اگلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جذب کررہے تھے۔ مگر اس طاقت کا اثر صرف احمدیوں تک نہ رہا بلکہ مَیں غیر از جماعت لوگوں کے ساتھ اوپر گیلری میں کھڑا تھا۔ اوپر تک یہ کڑی ہم تک بظاہر جسمانی طور پر نہیں پہنچی۔ مگر آگے کھڑے ایک صاحب نے گیلری میں باڑ کو پکڑ لیا اور ہم نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اوپر گیلری میں ایک جسمانی رابطہ قائم کرلیا۔ تو یہ روحانی طاقت اتنی پُرکشش تھی کہ اس نے میرے جسم اور دل پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔

☆ایک ترک نوجوان جان مِرت (Jan Mert) صاحب ہمبرگ سے جلسہ میں شامل ہوئے وہ کہتے ہیں: اس جلسہ میں شامل ہوکر میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں کے دلوں میں فتح اسلام کیلئے ایک نہ بجھنے والی آگ جلا دی ہے۔ جان مِرت (Jan Mert) صاحب نے جلسہ کے آخری دن تحریری بیعت کرنے کے بعد حضور انور کے دست مبارک پر بھی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆سلواکیہ سے آنے والی ایک مہمان خاتون ٹیچر مارطینہ حَلاوَاتا (Martina Hlavata) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: اس پورے جلسہ نے میرے دل پر ایک گہرا اثر ڈالا اور خاص طور پر بیعت اور نماز کے دوران میں اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکی پوری بیعت کی تقریب کے دوران روتی رہی اس لمحہ کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی کہ کس طرح تمام احمدی خلیفہ کے ہاتھ پر ایک جان ہوکر بیعت میں شامل ہوئے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے حوالہ سے میڈیا کوریج کی رپورٹ

جلسہ سالانہ جرمنی کی بڑے وسیع پیمانہ پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا میں کوریج ہوئی۔ اس کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

ٹی وی چینلز پر کوریج

درج ذیل 4/ٹی وی چینلز نے جلسہ سالانہ کے حوالہ سے کوریج کی۔

RTL	ARD
SWR	Regio TV

ان ٹی وی چینلز کو دیکھنے والوں کی کل تعداد 41/ ملین سے زائد بنتی ہے۔

اخبارات میں کوریج

جرمنی کے کُل ۱۱/اخبارات نے جلسہ سالانہ کے حوالہ سے مختلف خبریں اور آرٹیکلز نشر کیے۔ ان میں جرمنی کا سب سے بڑا اخبار Bild بھی شامل ہے۔

اسکے علاوہ Stuttgarter Zeitung اور Suddeutsche Zeitung جو کہ کثرت کے ساتھ پڑھے جانے والے اور معتبر اخبارات سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بھی خبریں شائع کیں۔ ان اخبارات کے پڑھنے والوں کی تعداد 50/ملین سے زائد بتائی جاتی ہے۔

ریڈیو پر جلسہ سالانہ کی کوریج

درج ذیل پانچ ریڈیو سٹیشنز نے بھی جلسہ سالانہ جرمنی کو cover کیا۔

Deutschland Funk	SWR4
Radio Eins	RPR1
Das Ding	

ان ریڈیو سٹیشنز کو سننے والوں کی تعداد 14 ملین سے زائد بتائی جاتی ہے۔

آن لائن میڈیا کوریج

آن لائن پلیٹ فارمز میں سے 1&1 de اور Schwabische نے بھی جلسہ سالانہ کے حوالہ سے خبریں نشر کیں۔ ان پلیٹ فارمز کو پڑھنے والوں کی تعداد 2 ملین سے زائد ہے۔

ٹوٹل اعداد و شمار

مندرجہ بالا ذرائع میں سے متعدد اخبارات اور ٹی وی چینلز میں ایک سے زائد مرتبہ جلسہ سالانہ کے حوالہ سے خبریں نشر ہوئیں۔ تاہم ان میڈیا آؤٹ لیٹس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کا صرف ایک مرتبہ ہی شمار کیا گیا ہے۔ اس طرح میڈیا کے ذریعہ 108/ملین سے زائد افراد تک جلسہ سالانہ کی کوریج پہنچی۔

اسکے علاوہ مورخہ یکم ستمبر بروز جمعة المبارک جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف میڈیا آؤٹ لیٹس کے نمائندہ صحافی حضرات نے شمولیت اختیار کی۔

......☆......☆......☆......

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11525: میں سراج الدین ولد بوٹا محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 1/اپریل 1978 تاریخ بیعت 1990ء ساکن جماعت گدلی ڈاکخانہ پنگواں ضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے زمین 4 مرلہ جس پر ایک کچا رہائشی کمرہ ہے۔ یہ زمین لال لکیر میں ہے اسکے کاغذات نہیں ہیں۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فیروز الدین العبد: سراج الدین گواہ: رستم علی

مسل نمبر 11526: میں محمد اقبال قریشی ولد محمد کامل قریشی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 13/فروری 2000 پیدائشی احمدی ساکن بدر پور ڈاکخانہ برہمپور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 17 اگست 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رستم احمدی العبد: محمد اقبال قریشی گواہ: شیخ محمد علی

مسل نمبر 11527: میں راجو ولد مکرم اسماعیل محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 32 سال تاریخ بیعت 2007 ساکن دانگی گوپال پور بھٹول ہاٹ دیناجپور شمالی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 29 جولائی 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 15000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بلبل احمد العبد: راجو گواہ: محمد رستم احمدی

مسل نمبر 11528: میں عابدہ پروین زوجہ مکرم شیخ عطاء العزیز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 5 مئی 1993 پیدائشی احمدی ساکن تالاکوٹ ضلع جاجپور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 21 جولائی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد گلے کی چین 6.260 گرام، ایک عدد انگوٹھی 4.440 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب ایک جوڑی 20 گرام حق مہر 35000 روپے بذمہ خاوند میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ سراج الدین الامۃ: عابدہ پروین گواہ: محمد افتخار

مسل نمبر 11529: میں مدیحہ سرفراز بنت مکرم سرفراز احمد ہاشمی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 30/جولائی 2005ء پیدائشی احمدی ساکن محلہ باب الابواب قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 4 ستمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سرفراز احمد ہاشمی الامۃ: مدیحہ سرفراز گواہ: محمد انوار احمد

مسل نمبر 11530: میں ماہدہ وسیم بنت مکرم وسیم احمد عبداللہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 14 اگست 1998 پیدائشی احمدی ساکن ریّان امبالم روڈ مانل پوسٹ آفس چالاڈ کنّور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 31 جولائی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ہیرے کی بالیاں قیمت 22250 روپے، ایک اسکوٹیا کٹیوا 5G میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منور احمد ایم الامۃ: ماہدہ وسیم گواہ: شاہدہ سی پی

ارشاد باری تعالیٰ

یَاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

(البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

طالب دعا: شیخ سلطان احمد ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

دعا کیلئے ایک مستقل مزاجی بھی چاہئے اور اضطرار بھی چاہئے اور ایمان میں کاملیت بھی چاہئے

بچوں سے دوستی کریں، بچپن سے ہی بچے کو پتا ہو کہ میری ماں میری دوست ہے، میرا باپ میرا دوست ہے، باپوں کو چاہئے کہ بچوں کو اپنے قریب کریں اس سے یہ ہوگا کہ بچے جو بات بھی باہر سے سن کے آئیں گے وہ آپ سے ڈسکس کریں گے تو آپ اسکے اچھے اور بُرے پہلوان کو بتا سکیں گے اور انکی صحیح تربیت کر سکیں گے

اگر ہم لوگ صحیح ایمانداری سے اپنے فرائض پورے کرتے رہیں، اپنے ایمان پہ مضبوط رہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے رہیں تو ہم جلد ہی اُس کرائسس سے جس سے دنیا گزر رہی ہے نکلتا ہوا اپنے آپ کو دیکھیں گے اور ہم دیکھ لیں گے کہ آہستہ آہستہ دنیا پھر اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف آئے گی اور اس کو مانے گی

اس زمانے میں سب سے بڑا جو مسئلہ پیدا ہو چکا ہے وہ ہے خدا تعالیٰ کو بھولنے کا، دہریت کا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے دو بڑے کام ہیں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرتے ہوئے اس کا حق ادا کرنے والا لوگوں کو بنانا اور اس سے قریبی تعلق پیدا کرنا اور خدا کے حضور لوگوں کو لانا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کینیڈا میں مقیم عرب احمدی مرد حضرات کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11؍دسمبر 2021ء کو کینیڈا میں مقیم 50 عرب مرد حضرات سے آن لائن ملاقات فرمائی جن کی اکثریت نومبائعین کی ہے۔حضور انور اس ملاقات کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ شاملین ملاقات نے ایوان طاہر ہال، پیس ولج ٹورانٹو سے شرکت کی۔

ملاقات کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد جملہ حاضرین کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک عرب احمدی نے یہ سوال کیا کہ دعا کس طرح کی جائے کہ وہ زیادہ مؤثر ہو سکے۔سوال پوچھنے والے دوست نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ جب بھی وہ دعا کیلئے حضور انور کو لکھتے ہیں تو انہوں نے دیکھا ہے کہ ان کی دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ آپ کے ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے آپ کے مسائل کو حل کر دیتا ہے خلیفہ وقت کو خط لکھنے کے بعد۔ یہ تو اس کا احسان ہوا۔ باقی رہ گئی ہماری اپنی بات ہمیں کس طرح دعائیں کرنی چاہئیں، اس بارے میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے پہ ایمان مکمل کرو اپنا۔ اپنی ایمان کی حالتوں کو دیکھنا چاہئے۔ مضطر بننا پڑے گا۔ اضطراری کیفیت تاری کرنی پڑے گی۔ یہ نہیں ہے کہ چلتے چلتے کہہ دیا اللہ میاں بس میری بات پوری کر دو یا کوئی مسئلہ آیا تو اس وقت دو سجدے کر لیے رو کے اور جب مسئلہ حل ہوا تو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے، اللہ کون اور مَیں کون۔ اس لیے اپنا ایمان مضبوط کریں، مضطر بنیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں طریقہ سکھا دیا پانچ وقت کی نمازیں بتا کے۔ یہ نمازیں ہیں۔ اور اِن سے بڑھنا ہے تو نوافل ہیں۔ ان میں تم دعا کرو اضطراری کیفیت تاری کر کے تو میں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔ اب اپنی حالتوں کو دیکھ لیں کہ آپ کا ایمان اس حالت میں ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ پہ کامل اور یقینی ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور پورا کرتا ہے۔ اور جس دین پہ آپ قائم ہیں وہ آخری دین ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ دعا نہیں بھی سنتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ نہیں سنتا۔ اس پہ ہمارا ایمان ڈانواں ڈول نہیں ہوگا۔ ایمان کی یہ کیفیت ہو۔ پھر اضطراری کیفیت جو ہے مضطر بننے کی، اگر وہ کیفیت تاری ہو جاتی ہے اور نمازیں آپ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ میرا یہ کام ہو بھی جائے تب بھی میری ایمانی حالت اور دعاؤں کی حالت ایک ہی رہے گی، کوشش میں کروں گا کہ اس پہ قائم رہوں، تو پھر اللہ تعالیٰ اکثر دعاؤں کو سن لیتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ پابند نہیں ہے کہ سو فیصد دعاؤں کو سنے یہ تو اللہ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ بہتر سمجھتا ہے، ایک مومن کی بھی بلکہ انبیاء کی بعض دعائیں سنی جاتی ہیں بعض نہیں۔ اس لیے کہ یہ تو دوستی کا ماحول ہے کبھی مان لی کبھی نہ مانی۔ اپنی نمازوں کو سنوار کے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اگر نمازیں پانچ وقت ہم سنوار کر پڑھ رہے ہیں اور اس میں نفل بھی شامل کر دیتے ہیں تو بہترین ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور پھر یہ عہد بھی کریں کہ یہ عارضی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جب ہمیں ضرورت پڑی تو ہم آ گئے اکٹھے ہو گئے اور دعا کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور جب مسئلہ حل ہو گیا تو بھول گئے اور پھر دنیا داری میں پڑ گئے۔ تو دعا کیلئے ایک مستقل مزاجی بھی چاہئے اور اضطرار بھی چاہئے اور ایمان میں کاملیت بھی چاہئے۔

ایک اور دوست نے سوال کیا کہ ہم اپنے بچوں کو سکولوں میں جو غیر اسلامی تعلیمات پڑھائی جاتی ہیں ان کے بداثرات سے کس طرح بچا سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ اس کیلئے ماں اور باپ دونوں کو قربانی دینی پڑے گی۔ آپ قربانی کیلئے تیار ہیں؟ بچے پیدا کرنا تو کوئی کمال نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے آپ کو بچے دے دیے۔ اب ان بچوں کے پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر کچھ فرائض بھی عائد فرمائے ہیں، کچھ ڈیوٹیاں لگائی ہیں، کچھ بچوں کے حق ہم پر قائم کیے ہیں، ان حقوق کو ہم نے ادا کرنا ہے، ان فرائض کو ہم نے ادا کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بچوں سے دوستی کریں۔ بچپن سے ہی بچے کو پتا ہو کہ میری ماں میری دوست ہے مَیں نے ہر بات اس سے کرنی ہے۔ پتا ہو کہ میرا باپ سخت نہیں ہے آنکھیں نکال کے صرف مجھے نہیں دکھاتا، ڈانٹنا اور مارنا اس کا کام نہیں ہے بلکہ میرا دوست ہے اور پھر وہ بچہ ہر بات باپ سے کرتا ہے۔ خاص طور پر جب بچے 12، 13، 14 سال کے ہو جائیں تو باپوں سے ڈرنے زیادہ لگ جاتے ہیں distance دینے لگ جاتے ہیں۔ اس وقت باپوں کو چاہئے کہ اپنے قریب کرے بچوں کو اور دوستی لگائیں۔ اس ماحول میں کوئی بھی بات جو باہر سے سن کے وہ آئیں گے وہ آپ سے discuss کریں گے تو آپ اس کے اچھے اور برے پہلو جو ہیں ان کو discuss کریں۔ یہ نہیں کہ اگر ایک بچہ یہاں کے ماحول میں کینیڈا میں رہتا ہوا آپ کے پاس آ جائے اور کہہ دے کہ آج homosexuality پہ ٹیچر نے ہمیں پڑھایا تو آپ ہمیں کیا کہتے ہیں اس بارہ میں؟ اور آپ کہتے ہیں لا حول ولا قوۃ، استغفر اللہ تم بدمعاشوں والی باتیں کرتے ہو۔ دو تھپڑ لگا دیں اس کو۔ یہ طریقہ نہیں ہے تربیت کا۔ یہاں تو بچوں کو شروع میں یہ ساری باتیں بتانی شروع کر دی ہیں، یورپ کے ماحول میں گندے ماحول میں تو اس ماحول سے بچنے کیلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو بتائیں کہ بچے تم چھ سات آٹھ کے ہو ابھی تمہیں ان باتوں کا نہیں پتا۔ دس، گیارہ سال کے ہو گے تو تمہیں جو باتیں بتانے والی ہوں گی میں بتاؤں گا یہ کیا چیزیں ہیں اسلام ہمیں کیا کہتا ہے اور یہ جو ہم جنسی ہے یہ کیسی برائی ہے کس طرح ایک قوم کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور انسان کا جو آپس کا تعلق ہے مرد اور عورت کا وہ کیا ہے اور کیوں ہے، بقائے نسل کیلئے ہے نہ کہ صرف شہوت کو مٹانے کیلئے۔ تو یہ چیزیں بچوں کو بتانی پڑیں گی اور اگر وہ سوال پوچھتے ہیں تو ان سے discuss کرنی پڑیں گی۔ لیکن اگر ان کو آپ ڈرا دیں گے تو پھر وہ بچے کہہ دیں گے کہ ماں کے پاس اس کا جواب ہی کوئی نہیں، نہ باپ کے پاس ہے تو پھر ہم باہر سے جو کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہی کر رہے ہیں یہ لوگ تو جاہل لوگ ہیں ان پڑھ لوگ ہیں۔ اس لیے نیا جو ماحول ہے اس سے اپنے آپ کو بھی آشنا کرنا ہوگا۔ خود بھی جاننا ہوگا سب کچھ۔ اب اس سوچ سے باہر نکلنا ہوگا۔ یہ زمانہ جب بدلا ہے تو اس زمانے کے ساتھ اپنی نئی نسلوں کو بچانے کیلئے ہمیں اس کیلئے معلومات بھی لینی ہوں گی کہ اس کی برائیاں کیا کیا ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قوموں کو برباد کیا ان برائیوں کی وجہ سے اور ہم نے اپنے بچوں کو کس طرح بچانا ہے۔ ان کو بتائیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی باتیں بتا دیں قرآن کریم میں۔ اور ہم مسلمان ہیں اور احمدی مسلمان ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ان برائیوں سے بچیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوتے ہیں ان کو کیا کچھ ملتا ہے، کیا کیا انعامات ملتے ہیں، کس طرح اللہ تعالیٰ ان سے سلوک کرتا ہے، کس طرح ان کی دعائیں سنتا ہے۔ اس طرح کے واقعات بھی ان کو بتائیں تا کہ ان کو attraction پیدا ہو۔ صرف ایک بات کر کے ہم نے رکنا نہیں بلکہ اس کے بدلہ میں جو انعام ملنے ہیں وہ بھی ہم نے بتانے ہیں۔ منفی جو پوئنٹ ہیں اس کے وہ بھی بتا دینے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو مثبت باتیں ظاہر ہوں گی اور ہوتی ہیں لوگوں کے ساتھ وہ بتائیں۔ تو اس طرح کے واقعات بتائیں، کہانی بتائیں، دوستی پیدا کریں اور ان کو ایک حد تک اجازت بھی دیں کہ کس قسم کے پروگرام تمہیں دیکھنے چاہئیں جو تمہارے علم میں اضافے کا باعث ہوں یہ نہیں کہ انٹرنیٹ اور ٹی وی بالکل ہی ban ہو جائے۔ کہیں کہ ایک حد تک دیکھو اور اتنا دیکھو جو تمہاری دماغی صلاحیت کے مطابق اچھا ہے اور تمہارے دین کے مطابق جس کی تمہیں اجازت ہے اور جو تمہارے علم میں اضافہ کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس طرح کریں گے تو آہستہ آہستہ انشاء اللہ اکثریت بچوں کو بچایا جا سکتا ہے۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ جو ہم سے عقائدی اختلاف رکھتے ہیں ان کے ساتھ ہم کس طرح منافقت کیے بغیر پیار اور ہمدردی کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے استفسار فرمایا: آپ کے بہت سارے تعلقات ہیں۔ کیا آپ کے سارے رشتہ دار احمدی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب رشتہ دار احمدی نہیں ہیں۔ ان سے آپ نے تعلق رکھا ہوا ہے۔ سوال ہے کہ مجبور ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے رحمی رشتوں کے ساتھ تعلق رکھنے کیلئے کہا ہے۔ کہیں یہ نہیں فرمایا کہ جو رحمی رشتے تمہارے ہم مذہب ہیں ان سے تعلق رکھو جو رحمی رشتے ہم مذہب نہیں ہیں ان سے نہ رکھو۔ ماں باپ کے بارے میں بھی کہا کہ اگر تمہارے سے وہ اختلاف کرتے ہیں تو ان کا اختلاف اپنی جگہ۔ اُن سے کہو جہاں تک اللہ تعالیٰ کے دین کا معاملہ ہے میں تمہاری بات نہیں مانتا لیکن باقی معاملات میں ان کو اُف نہ کہو۔ ان کی خدمت کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو سبق دے دیا کہ منافقت کے بغیر اپنے تعلقات کو نبھاؤ انسان کے دل میں کیوں منافقت پیدا ہو۔ ہم ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم نے ہر ایک سے محبت کرنی ہے اور ہمدردی ہمارے دل میں ہونی چاہئے انسانیت کیلئے ہمدردی ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کہلائے گئے رحمۃ للمسلمین تو نہیں تھے یا احمدیوں کیلئے تو نہیں تھے۔ جب عالمین ہے اور اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ہے اور جو صفت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اس کا اظہار ہر مومن سے ہونا چاہئے۔ تو منافقت کا تو سوال ہی نہیں منافقت تو ایک بہت بری چیز ہے۔ ہاں اگر کوئی غلط بات دیکھیں تو جس طرح قرآن کریم نے کہا کہ ماں باپ کو بھی کہہ دو کہ اس بارے میں مَیں تمہاری تائید نہیں کر سکتا ہاں میرے ماں باپ کی حیثیت سے رشتہ داری نبھانے کی حیثیت سے تمہاری میں خدمت کرتا ہوں۔ آپ دوست کو کہہ سکتے ہیں کہ دوست

کی حیثیت سے تمہاری میں خدمت کروں گا۔ تو یہ منافقت نہیں ہے۔ یہ انسانیت کی خدمت ہے جو ہمارا مقصد ہے تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک مومن کا فرض یہ ہے کہ وہ انسانیت کی قدروں کو پہچاننے والا ہو۔ جب آپ انسانیت کی قدروں کو پہچانیں گے تو آپ میں منافقت نہیں ہوگی۔ آپ سچے دل سے انسان کی خدمت کر رہے ہوں گے لیکن جہاں مذہب کا معاملہ آئے گا وہاں بغیر کسی لگی لپٹی کے بغیر کسی منافقت کے بغیر کسی مداہنت کے اس کو کہہ دیں گے کہ یہ میرے دین کا معاملہ ہے اس میں میں تمہاری بات نہیں مان سکتا۔ اس لیے یہ آپ کا سوال ہی غلط ہے کہ ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ ہمارا تو مقصد ہی انسانیت کی خدمت ہے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ کہتے ہیں کہ موجودہ چند سالوں میں عالمی سطح پر بہت زیادہ سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور ماحولیاتی تبدیلیاں ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں جن سے کیا ترقی یافتہ اور کیا غریب اقوام سب متاثر ہوئی ہیں۔ مثلاً لاکھوں لوگ سیاسی نزاعات کی وجہ سے مر رہے ہیں جیسا کہ مشرق وسطیٰ میں ہو رہا ہے۔ دیگر لوگ مختلف اقوام کی لالچ کی وجہ سے اور کئی لوگ مختلف وباؤں جیسے کورونا وغیرہ کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ حالات کب تک چلیں گے اور کیا ہم بدترین زمانے تک پہنچ گئے ہیں یا اس سے بھی زیادہ برا زمانہ آگے آنے والا ہے؟

حضور انور نے فرمایا: بات یہ ہے کہ یہ ایسا زمانہ ہی تھا جو آج سے ایک سو تیس سال پہلے شروع ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کو بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی اور ان کے ماننے والوں کیلئے خوشخبری دی کہ وہ ان برائیوں سے اور مسائل سے بچ جائیں گے جو سچے مومن ہوں گے۔ یہ نہیں کہ صرف بیعت کرنا۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ صرف میری بیعت کرنا کافی نہیں میری بیعت کے ساتھ میری جو شرائط ہیں ان پہ عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ تو ایک تو یہ ہے کہ وہ زمانہ چل رہا ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بذریعہ الہامات بہت ساری پیشگوئیاں فرمائیں ان میں سے ہم دیکھتے ہیں کچھ پوری ہوئیں۔ جن حالات سے دنیا گزر رہی ہے یہ تو اِن حالات کا نتیجہ ہے جو دنیا کے اپنے عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون قدرت چلتا ہے اور وہ قانون قدرت اپنا کام کر رہا ہے۔ ایک قانون شریعت چلتا ہے اور وہ بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کو لوگ بھول جائیں گے اور پھر عملی طور پر بھی دنیاوی لحاظ سے غلط کاموں میں پڑ جائیں گے یا اپنے مسائل کے حل نکالنے شروع کر دیں گے جن کے نتیجے بد نکلنے ہیں تو پھر وہاں قانون قدرت بھی کام کرے گا قانون شریعت بھی کام کرے گا اور وہ کام کر رہا ہے۔ اب دنیا کی اکثریت جو ہے وہ خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے اور جب خدا تعالیٰ کو بھول گئی تو پھر اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا تو سوال نہیں رہا۔ دنیا سے وہ مانگنا چاہتے ہیں، سیاستدان ہے وہ سمجھتا ہے کہ میری قوت جو ہے وہ عوام ہے، وہ اپنی قوت خدا کو نہیں سمجھتا کیونکہ اس نے مجھے ووٹ دینا ہے اور اسی طرح بزنس مین ہے وہ سمجھتا ہے کہ میری قوت جو ہے عوام کو کسی طرح رام کرنا ہے، چاہے میں غلط طریقے سے کروں بدمعاشی پھیلا کے کروں یا صحیح طریقے سے کروں جو بھی غلط یا صحیح طریقہ جو ہے جس کو انگریزی میں کہتے ہیں by hook or by crook ہم نے مقصد حاصل کرنا ہے۔ تو یہ چیزیں جب پیدا ہو جائیں گی تو اس کے جو منطقی نتیجے ہیں وہ ظاہر ہو رہے ہیں لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ امید بھی ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہوا ہے اس لیے اگر ہم لوگ صحیح ایمانداری سے اپنے فرائض پورے کرتے رہیں، اپنے ایمان پہ مضبوط رہیں، اپنے جو حق ہیں ہمارے وہ ادا کرتے رہیں جو ہمارے فرائض ہیں ان کو ہم ادا کرتے رہیں تو پھر انشاء اللہ یہ پیشگوئیاں ہمارے زمانے میں بھی پوری ہو جائیں گی اور بجائے لمبا عرصہ ہونے کے حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح لمبا عرصہ نہیں چلے گا بلکہ جلدی بھی پوری ہو سکتی ہیں اور ہم دیکھ لیں گے کہ آہستہ آہستہ دنیا پھر اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف آئے گی اور اس کو مانے گی۔ اس لیے میں تو اتنا ناامید نہیں ہوں اس بات پہ کہ اگر احمدی اپنے آپ کو بدلیں اور اپنا حق ادا کریں خدا تعالیٰ کا جو ہم پر حق ہے اس کو ہم ادا کرنے والے ہوں اور جو بندوں کے ہمارے پر حق ہیں وہ ادا کرنے والے ہوں۔ اسی پہ میں بار بار زور دیتا ہوں۔ تو یہ دو حقوق اگر ہم ادا کرنے والے بنیں گے اور انہی حقوق کو قائم کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آیا ہوں جو اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے تو ہم جلد ہی اس کرائسس سے نکلتا ہوا اپنے آپ کو دیکھیں گے۔ نہیں تو لمبا ایک عرصہ گزرے گا لیکن ایک وقت آئے گا جو ہم اس کرائسس سے گزر جائیں گے اور احمدیت کی انشاء اللہ تعالیٰ ایک انتہا ہوگی اور اس کے بعد پھر زمانہ آئے گا جو قرب قیامت کا زمانہ ہوگا گو ہم اسی دور میں سے گزر رہے ہیں بقول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ آخری ہزار سال ہے اس میں سے ہم گزر رہے ہیں لیکن اس سے پہلے ایک زمانہ اسلام کی ترقی کا آنا ہے اور وہ انشاء اللہ آئے گا لیکن ہم نے اپنی زندگیوں میں دیکھنا ہے یا ہماری نسلوں نے دیکھنا ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

ایک طالب علم جامعہ احمدیہ نے سوال کیا کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے عرب ممالک تباہ ہو رہے ہیں؟ اس جامعہ کے طالب علم نے بتایا کہ انہوں نے اردو جامعہ سے سیکھی ہے اور ثالثہ کے طالب علم ہیں اور ایران کی جماعت سے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ آپ ایران جا سکیں اس لیے بیٹھے رہیں آرام سے پہلی بات تو یہ ہے۔ پہلی بات تو میں نے یہ کہنی ہے کہ اور تھوڑا سا صبر کر لیں اللہ تعالیٰ بہتر نتائج پیدا کرے گا۔ اماں ابا یاد آتے ہوں گے کوئی بات نہیں۔ ٹھیک ہے۔ نمبر ایک۔ نمبر دو یہ کہ عرب ممالک کی تباہی کی اصل وجہ کیا تھی۔ ابھی تک وہی وجہ ہے۔ جب خدائے واحد و یگانہ کو چھوڑ کے جب بڑی طاقتوں کو خدا انسان بنا لیتا ہے۔ سعودی عرب کے بادشاہ سے لے کے ایک چھوٹی چھوٹی سٹیٹ کے بادشاہ یا سربراہ تک کا یہ حال ہے تو پھر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس پہ سے تو اٹھ جاتا ہے ناں۔ پھر یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیے ان پہ تو عمل نہیں کرنا اور جو دولت اور پیسہ اللہ تعالیٰ نے دے دیا اس سے ناجائز فائدہ اٹھانا۔ قرآن کریم سے بھی سبق حاصل نہیں کیا انہوں نے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرما دیا تھا کہ پیسوں کی وجہ سے یہ قومیں تباہ ہو جاتی ہیں یا دولت ان کو تباہ کر دیتی ہے۔ دولت سے کیا فائدہ اٹھایا انہوں نے۔ کیا دین کی خدمت کی۔ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو دنیا میں قرآن کریم کو رائج کرنے اور پھیلانے کیلئے کام کر رہی ہے چندے اکٹھے کر کے۔ چھوٹے چھوٹے ممالک بھی ہیں وہ بھی جو ہیں وہ ان کا چھ مہینے کا یا مہینے کا سرکاری خرچہ جو ہے وہ جماعت احمدیہ کے سارے سال کے بجٹ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن کیا قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔ صرف ایک سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرو مسیح موعود کی مخالفت کرو اور اس کے خلاف کفر کے فتوے لگا دو۔ تو پھر جب ایسی حالت ہو کہ دین سے دور ہٹ جانا دنیا داروں کو اپنا خدا سمجھ لینا، اصل خدا کے نام پہ غلط کام کرنا، غلط قسم کی بدعات پھیلانا اور اس تعلیم کی غلط تشریح کرنا اور نہ اللہ کا حق ادا کرنا نہ بندوں کے حق ادا کرنا تو پھر اس کے بعد پھر یہی نتیجہ منطقی نتیجہ نکلتا ہے جو نکل رہا ہے۔ جب ہم خدا کو حقیقی خدا ماننے لگ جائیں گے اور اس کے حکموں پر چلنے لگ جائیں گے تو یہی ملک ترقی کرنے لگ جائیں گے۔ یہ کوئی چھوٹی طاقت تو نہیں۔ دنیا میں 54 ممالک ہیں مسلمان۔ بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن فرقہ بازی میں پڑ کے یا دنیاداری میں پڑ کے ہم نے ایک دوسرے میں پھاڑ پیدا کر دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں یہی تھا کہ جب تم لوگوں میں یہ نفاق پیدا ہو جائے گا پھر تمہاری ترقی رک جائے گی وہ تباہی ہوگی اور جوڑنے والا آئے گا، اس وقت اس کے ساتھ جڑ جانا تو بچ جاؤ گے۔ نہیں جڑو گے تو نہیں بچو گے۔ ٹھیک مولوی صاحب۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ ہم تبلیغ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کی قبر کی موجودگی والی دلیل پر زیادہ زور کیوں نہیں دیتے اور کیوں اس بات کو ہر مجلس کا حصہ نہیں بناتے تاکسر صلیب کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض پوری ہو سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض تو یہی ہے کسر صلیب لیکن ایک اور بڑی آمد کی وجہ بھی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا قیام۔ خدا تعالیٰ کے وجود کا ادراک پیدا کروانا۔ اس کو ثابت کرنا۔ آج کل خود عیسائی جو ہیں وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے کہ مر گئے۔ 65، 66 فیصد عیسائی تو atheist ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ کو ہی بھول گئے ہیں ان کو کسر صلیب سے کیا۔ اور جو ہیں وہ بھی چرچ میں جانے والے نہیں رہے۔ کرسمس منانے چلے گئے کبھی یا کبھی کوئی دو چار مہینے بعد چرچ میں چلے گئے۔ وہ بھی بے غرض صرف شو لگانے کیلئے۔ باقی جہاں تک سوال ہے سوال اٹھانے کا کہ کسر صلیب کو ہم کیوں نہیں اجاگر کرتے۔ یہ بھی غلط ہے، ہم کرتے ہیں۔ مسیح ہندوستان میں جو ہم کتاب شائع کر رہے ہیں مختلف زبانوں میں شائع کی ہے ناں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسی لیے اس کے ترجمہ مختلف زبانوں میں کر رہے ہیں تاکہ دنیا کو پتہ لگے۔ اب مجھے یاد ہے ایک مذہبی advisor تھا وہ مجھے ملنے آیا وہیں امریکہ میں ہی تو اس سے مَیں نے بات ہی اس طرح شروع کی تھی، اس کے ساتھ ایک پادری بھی تھا کہ تم لوگ بات کرتے ہو عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی ہم یہ مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے اور جو عیسیٰ آنا تھا اس کو ماننے والے ہم ہیں۔ اور اس بات پر پھر لمبی بات ہوئی کافی گفتگو ہوئی اور وہ میری بات سنتا رہا۔ میرا خیال تھا کہ اس کے بعد شاید وہ جماعت کے حق میں بعض باتیں کرنے کی بجائے ہمیں نقصان نہ پہنچائے کیونکہ اتنی کھل کے میں نے باتیں کر دیں لیکن وہ شریف آدمی نکلا اور اس کے ساتھ جو پادری آیا ہوا تھا وہ بھی کہ انہوں نے اس کے باوجود ہماری حمایت کی اور ہمارے حق میں باتیں کیں کہ ہاں جہاں تک احمدیوں پر مظالم کا تعلق ہے ان پر ظلم ہوتے ہیں۔ تو بہرحال جہاں ضرورت ہو وہاں عیسیٰ علیہ السلام کی بات بھی کی جاتی ہے لیکن اس زمانے میں سب سے بڑا جو مسئلہ پیدا ہو چکا ہے وہ ہے خدا تعالیٰ کو بھولنے کا، دہریت کا اور دہریت کے خلاف بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ میں دہریت کے خلاف بھی آیا ہوں۔ اس بات کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ مسیح موعود نام تو ہم نے رکھ دیا تو مہدی بھی نام ہے آپ کا لیکن عیسائیوں میں کیونکہ ابھی بھی عیسائیت دنیا میں زیادہ ہے۔ نام کے لحاظ سے عمل کے لحاظ سے نہیں اس لیے مسیح موعود کے جو دونوں کام ہیں ناں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرنا اور لوگوں میں پیار اور محبت کو پیدا کرنا۔ یہ دو میرے بڑے کام ہیں جس کیلئے میں آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے شمار جگہ فرمایا ہوا ہے کسر صلیب کی بات صرف نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے دو بڑے کام ہیں۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرتے ہوئے اس کے حق ادا کرنے والا لوگوں کو بنانا اور اس سے قریبی تعلق پیدا کرنا خدا کے حضور لوگوں کو لے کے آنا۔ نمبر دو بندوں کے بندوں سے حقوق ادا کروانا۔ یہ دو main کام ہیں۔ اگر آپ سارا لٹریچر پڑھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو اکثریت ان دو باتوں کے گرد گھومتی ہے۔ وہاں جہاں ضرورت ہے کسر صلیب کی وہاں کسر صلیب بھی کرتے ہیں وہ تو ایک کام ہے جو کرنا ہے۔ تو ہم دونوں کام کر رہے ہیں۔ آپ کے کتنے دوست ہیں کینیڈا میں عیسائی۔ آپ مجھے جائزہ لے کے بتائیں کہ جو مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پہ بیٹھے ہیں اور واپس آئیں گے۔ اکثریت یہ کہے گی کہ بیٹھے ہوں گے کبھی بیٹھے تھے چلے گئے ہمیں تو کوئی تعلق نہیں ہمیں تو یہ پتہ ہے کہ ہم نے صبح جانا ہے کمائی کرنی ہے شام کو واپس آنا ہے تو ہماری اتنی کمائی ہونی چاہئے کہ ہمیں شراب کی بوتل مل جائے۔

اللہ حافظ و ناصر ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 31/دسمبر 2021)

......☆......☆......☆......

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان　　لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ　　فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

قیامت کے دن میری شفاعت کے اعتبار سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوش بخت وہ ہوگا جس نے اپنے خالص دل یا اپنے خالص نفس کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا ہوگا (الحدیث)

لیلۃ القدر تو حقیقت میں اس وقت ملتی ہے جب ہم اپنا سب کچھ اپنا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں اور پھر اسے مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور یہی وہ حقیقی نشانی ہے جو لیلۃ القدر کے پانے کی ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14 اپریل 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: انسان کی ترقی کب ہوگی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: یاد رکھو جب تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دل و جگر میں سرایت نہ کرے اور وجود کے ذرے ذرے پر اسلام کی روشنی اور حکومت نہ ہو کبھی ترقی نہ ہوگی۔

سوال: قیامت کے دن رسول کریم ﷺ کی شفاعت کے اعتبار سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوش بخت کون ہوگا؟

جواب: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کے اعتبار سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوش بخت شخص وہ ہوگا جس نے اپنے خالص دل یا اپنے خالص نفس کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کیا ہوگا۔

سوال: کلمہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: کلمہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود، محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اَور کوئی نہیں۔

سوال: جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا، میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

سوال: انسان کے اندر تبدیلی کب پیدا ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت تکبر، خود پسندی، ریا کاری، کینہ، عداوت، حسد و بخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دُور ہو جاویں، جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے۔

سوال: لیلۃ القدر کب حاصل ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: لیلۃ القدر تو حقیقت میں اس وقت ملتی ہے جب ہم اپنا سب کچھ اپنا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں اور پھر اسے مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور یہی وہ حقیقی نشانی ہے جو لیلۃ القدر کے پانے کی ہے......اصل نشانی یہ ہے کہ کیا انقلاب ہمارے دلوں میں پیدا ہوا

سوال: اللہ تعالیٰ نے کس شخص پر آگ حرام کر دی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کر دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا۔

سوال: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کب اپنے فضلوں کا وارث بناتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اس کی توجہ چاہتے ہوئے، اسکی طرف جھکتے ہوئے، اپنی توجہ کو خالص اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے انسان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔ اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا۔

سوال: جتنے بھی انبیاء کرام دنیا میں مبعوث ہوئے انکا کیا مقصد رہا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے اس وقت تک کہ نابود ہو جائے خدا کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے۔ جتنے نبی اس نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوقوں کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں اور ان کی خدمت یہی تھی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے۔ سو ان سب میں سے بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا۔ جس نے پہلے باطل الٰہوں کی کمزوری ثابت کی۔

سوال: ایک مخالف کے اعتراض پر کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہنے سے گناہ دُور ہو جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: ایک مخالف کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہنے سے گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائے گا آسمانوں کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں۔ اور اس سے زیادہ کون اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے۔ مگر خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کیلئے اپنا رسول بھیجا جسکا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی تاریکی دُور ہوتی ہے اور نفسانیت دُور ہو کر اسکی جگہ توحید لے لیتی ہے۔ آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کیا وضاحت کرتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیئے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی بجا آوری ہر ایک کو میسر نہیں ہے۔ مثلاً حج۔ یہ اس آدمی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو۔ پھر راستہ میں امن ہو۔ پیچھے جو متعلقین ہیں ان کے گزارہ کا بھی معقول انتظام ہو اور اسی قسم کی ضروری شرائط پوری ہوں تو حج کر سکتا ہے۔ ایسا ہی زکوٰۃ ہے۔ یہ وہی دے سکتا ہے جو صاحبِ نصاب ہو۔ ایسا ہی نماز میں بھی تغیرات ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک بات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں اور وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔

سوال: کس طرح ہمیں کلمہ طیبہ پر عمل کرنا چاہئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے قائل ہیں۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قِیل و قَال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ ان میں نری زبان درازی ہی رہ گئی اور انہوں نے صرف زبانوں کی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا اب غور کا مقام ہے۔ کیا وہ تورات کو نہیں مانتے تھے؟ وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی۔ اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے۔ اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے اُس وقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔

سوال: ہماری بیعت کس طرح کی ہونی چاہئے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی۔ ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اسی وقت حصہ دار ہوگا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اسکے ساتھ ہو جاوے۔

......☆......☆......☆......

حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی

حقیقی تابعدار بننے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے کیلئے تقویٰ اختیار کرنا ہوگا

جب ہم خود اپنی زندگیوں کو تقویٰ پر چلانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے گزار رہے ہوں گے تو ہم اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کے سامنے بھی وہ نمونے پیش کر رہے ہوں گے جس سے نیکیوں کی جاگ ایک نسل سے دوسری نسل کو لگتی چلی جاتی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21 اپریل 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حقیقی تقویٰ کے ساتھ کیا جمع نہیں ہو سکتی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔

سوال: ہمیں اپنی زندگیوں کو کس قدر ڈھالنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ عہد کرنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں سے صرفِ نظر فرماتے ہوئے، ہم پر رحمت فرماتے ہوئے ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو مستقل اُس طریق پر چلانے والے بن جائیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

سوال: جب ہم خود اپنی زندگیوں کو تقویٰ پر چلانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے گزار رہے ہوں گے تو کیا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب ہم خود اپنی زندگیوں کو تقویٰ پر چلانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے گزار رہے ہوں گے تو ہم اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کے سامنے بھی وہ نمونے پیش کر رہے ہوں گے جس سے نیکیوں کی جاگ ایک نسل سے دوسری نسل کو لگتی چلی جاتی ہے

سوال: حقیقی تقویٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا تعریف فرمائی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ ۔ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ۔ یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔

سوال: ہر مشکل سے اور ہر بلا اور مصیبت سے بچنے کا کیا نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر مشکل سے اور ہر بلا اور مصیبت سے بچنے کا یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے کہ میری تعلیم کے مطابق خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو اور پھر دیکھو اللہ تعالیٰ تمہیں کس طرح شیطان اور دجال کے حملوں سے بچاتا ہے۔

سوال شیطان کے حیلوں اور مکروں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب شیطان کے حیلوں اور مکروں کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یادرکھنا چاہئے کہ دجال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والا۔ لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہو جائے گا۔ گو ہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا۔ حقیقی طور پر اسکا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں سے مقدر تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ جَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ (آل عمران: 56) فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعداروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

سوال ہماری نمازیں کس قسم کی ہونی چاہئیں اور کس طرح ان کا حق ادا ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یادرکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شئے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہو جاتے ہیں۔ اور سب بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہو جاتا ہے اور آستانۂ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔ اور پھر یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کی عمومی خصوصیت کیا بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا کیا مقصد بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔

سوال جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے اس کے متعلق آپؑ نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیۡۤ اُحَافِظُ كُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا۔

سوال حقیقی تعبدار بننے کیلئے کیا کرنا ہوگا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حقیقی تابعدار بننے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے کیلئے تقویٰ اختیار کرنا ہوگا۔

سوال حقیقی بیعت کب کہلائی جائے گی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔

سوال شیطان کو کس طرح مارا جا سکتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مگر یادرکھنا چاہئے کہ اسکا مارنا صرف اسی قدر نہیں ہے کہ صرف زبان سے ہی کہہ دیا جائے کہ شیطان مر گیا ہے اور وہ مر جاوے بلکہ تم لوگوں کو عملی طور پر دکھانا چاہئے کہ شیطان مر گیا ہے۔ شیطان کی موت قال سے نہیں بلکہ حال سے ظاہر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخری مسیح کے زمانہ میں شیطان بالکل مر جائے گا۔ گو شیطان ہر ایک انسان کے ساتھ ہوتا ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس زمانہ میں شیطان کی بالکل بیخ کنی کر دی جائے گی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لَا حَوۡل سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لَا حَوۡل کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سو دفعہ لَا حَوۡل پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جسکے ذرہ ذرہ میں لَا حَوۡل سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں۔

سوال کیا خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غنی عن العالمین ہے اسکو کسی کی حاجت نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے۔ اور اسی لیے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہو جائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔

سوال ہماری دن اور رات کس طرح گزرنی چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔

......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23/اگست 2023ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم چودھری محمد رفیق صاحب (ساؤتھ فیلڈز، یو.کے)

18/اگست 2023ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بابا خیر الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے وکالت اور اکاؤنٹنسی میں ڈگری حاصل کی اور 1963ء میں نائیجیریا کی وفاقی حکومت میں بطور سول سرونٹ کام شروع کیا۔ پھر کمشنر انٹرنل ریوینیو پروموشن ہوئی اور بعد ازاں بطور نیشنل چیئرمین فیڈرل ان لینڈ ریوینیو ترقی ہوئی۔ 1986ء میں آپ نے یوکے شفٹ ہونے پر زندگی وقف کر دی اور وکالت مال میں 20 سال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، تہجد گزار اور خلافت سے عقیدت رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے تین حج اور متعدد عمرے کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ امینہ بشریٰ صاحبہ

اہلیہ مکرم شفیق الرحمٰن صاحب (ربوہ)

17/اگست 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری محمد رمضان صاحب رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار، صابرہ وشاکرہ اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک دل خاتون تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی بڑی فکرمندی سے اور باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں۔ تکلیف دہ بیماری کو انتہائی صبر اور ہمت سے برداشت کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین کے علاوہ، میاں اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم وحید احمد رفیق صاحب (استاد جامعہ احمدیہ ربوہ) کی تایازاد بہن تھیں۔

(2) مکرم مظفر احمد گوندل صاحب

(گوٹھ چودھری سلطان احمد ضلع ٹنڈوالہ یار، سندھ)

17/اگست 2023ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری محمد خان صاحب گوندل رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت چودھری علی محمد گوندل صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ آپ بڑے غریب پرور، مہمان نواز، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، بڑے زیرک اور معاملہ فہم، ایک مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے۔ علاقہ میں اچھی شہرت تھی۔ تقریباً 17 سال صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں بوڑھی والدہ کے علاوہ، اہلیہ، دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد صاحب گوندل (کارکن دفتر امیر جماعت یو.کے) کے چھوٹے بھائی تھے۔ مرحوم کے پوتے عزیزم احمد سلطان جامعہ احمدیہ ربوہ میں آخری سال کے طالب علم ہیں۔ ان کی ایک بیٹی مکرمہ اسماء شاہد صاحبہ کو نظمیں پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا ہے جو کبھی کبھی ایم ٹی اے پر بھی آتی ہیں۔

(3) مکرم خلیل احمد صاحب

ابن مکرم ناظر دین صاحب (گھانا)

5/اگست 2023ء کو گھانا میں 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ دو سال سے گھانا میں مقیم تھے۔ مرحوم کو چھوٹی عمر سے بزرگان دین اور صحابہ کی صحبت حاصل رہی جس کی وجہ سے تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مرحوم شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین میں الیکٹریکل انجینئر تھے۔ دوران ملازمت بھی ارد گرد کے دیہات میں تبلیغ کرتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، دینی غیرت رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنی لوکل جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔ ربوہ میں اپنے محلہ دارالنصر شرقی میں سیکرٹری دعوت الی اللہ اور سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ ایک بیٹی مکرمہ عظمیٰ خلیل صاحبہ اور ان کے میاں مکرم شبیر حسین صاحب دونوں واقف زندگی ہیں اور آجکل کماسی (گھانا) میں بطور ہومیو پیتھ ڈاکٹر خدمت بجالا رہے ہیں۔

(4) مکرم رانا محمود احمد صاحب

ابن مکرم رانا محمد نواز صاحب (پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ)

26/جون 2023ء کو 52 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت دلیر، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم رانا برہان احمد صاحب (مربی سلسلہ تہران، ایران) کے ماموں اور خسر تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 19 - October - 2023 Issue. 42

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورتوں کی تعلیم وتربیت کا وہ کام سرانجام دیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی

۞ احادیث نبوی ؐ کا ایک بہت بڑا اور ضروری حصہ آپؓ کی روایات پر مبنی ہے، آپؓ سے مروی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس تک پہنچتی ہے

۞ آپؓ کے تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے صحابہؓ بھی اس سلسلے میں آپ سے رابطہ کرتے تھے

● اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں اور بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصہ نہ لینے والوں کو مارنے کی اجازت نہیں دیتا ● اگر دنیا اسرائیلی عورتوں اور بچوں کو معصوم سمجھتی ہے تو فلسطینی عورتیں اور بچے بھی معصوم ہیں ● تمام بڑی مغربی طاقتیں انصاف کو ایک طرف رکھ کر فلسطین پر ظلم کیلئے اکٹھی ہو رہی ہیں، اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں کو توفیق دے کہ یہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے امن قائم کرنے والی بنیں ● ہمارے پاس تو دعا کا ہتھیار ہے اس لیے ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اس حوالے سے دعا کرنی چاہئے، غزہ میں بعض احمدی گھرانے بھی گھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی محفوظ رکھے اور سب معصوموں کو محفوظ رکھے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 اکتوبر 2023ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعض واقعات جو بدر کے موقعے پر یا بدر سے واپسی پر پیش آئے، ان کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اس موقعے پر آنحضرت ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے یہاں اس کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی تحریک پر آنحضرت ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ شادی کے بعد حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ قبل اس سے کہ مَیں تم سے نکاح کرتا تم مجھے دو مرتبہ رؤیا میں دکھائی گئیں۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تو آپؓ کی چھوٹی عمر کے متعلق منافقین یا شریروں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اگر آپ کی عمر کے متعلق کوئی ایسی بات ہوتی تو یہ لوگ ضرور اعتراضات کی بارش کر دیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کا نَو سال کی عمر میں شادی ہونا تو صرف بے سرو پا اقوال ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ باوجود صغر سنی کے حضرت عائشہ کا حافظہ اور ذہن غضب کا تھا اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور تربیت کے تحت انہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ انتہائی تیزی سے ترقی کی اور دراصل اس چھوٹی عمر میں ان کو اپنے گھر میں لے آنے سے آپؐ کی منشا یہی تھی کہ ان کی تربیت کر سکیں اور تا انہیں آپؐ کی صحبت میں رہنے کا لمبے سے لمبا موقع مل سکے اور آپ اس نازک اور عظیم الشان کام کی اہل بنائی جا سکیں جو ایک شارع نبی کی بیوی پر عائد ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے مسلمان عورتوں کی تعلیم و تربیت کا وہ کام سرانجام دیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ احادیث نبوی ؐ کا ایک بہت بڑا اور ضروری حصہ آپؓ کی روایات پر مبنی ہے۔ آپؓ سے مروی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس تک پہنچتی ہے۔ آپؓ کے تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے صحابہؓ بھی اس سلسلے میں آپ سے رابطہ کرتے۔ آپؐ نے ایک موقعے پر فرمایا کہ عورتوں میں کاملات بہت کم گزری ہیں۔ پھر آپ نے آسیہ اہلیہ فرعون اور مریم بنت عمران کا ذکر کیا اور فرمایا کہ عائشہ کو عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو عرب کے دیگر کھانوں پر حاصل ہے۔

حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد کم و بیش 48 سال زندہ رہیں اور 58 ہجری کے ماہ رمضان میں اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملیں۔ بوقت وفات آپ کی عمر 68 سال تھی۔

بدر کے قیدیوں میں آنحضرت ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کے خاوند ابوالعاص بن الربیع بھی شامل تھے۔ انہیں آزاد کروانے کیلئے حضرت زینبؓ نے مکّے سے اپنا وہ ہار بھجوایا جو انکی شادی کے موقعے پر انکی والدہ حضرت خدیجہؓ نے انہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو چشم پُرآب ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کا یہ ہار بھی واپس کر دو۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! حضورِ اکرم ﷺ نے ابوالعاص کو اس شرط پر رہا کیا تھا کہ وہ مکہ جاتے ہی اپنی اہلیہ زینب کو مدینے ہجرت کی اجازت دیں گے۔

ابوالعاص نے مکہ جا کر زینب کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ کچھ عرصے بعد ابوالعاص بھی ہجرت کر کے مدینے آ گئے اور یوں خاوند اور بیوی دوبارہ اکٹھے ہو گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل جو دنیا کے حالات ہیں ان کے بارے میں اس وقت مَیں دعا کیلئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ چند دنوں سے حماس اور اسرائیل کی جنگ چل رہی ہے۔ اس جنگ کی وجہ سے اب دونوں طرف کے معصوم شہری بشمول عورتوں اور بچوں کے مارے جا رہے ہیں۔ اسلام تو جنگی حالات میں بھی عورتوں اور بچوں اور کسی طرح بھی جنگ میں حصہ نہ لینے والوں کو مارنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آنحضرت ﷺ نے اسکی بہت سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ اس جنگ میں پہل حماس نے کی ہے، قطع نظر اس کے کہ اسرائیلی فوج پہلے کتنے ہی معصوم فلسطینیوں کو قتل کر چکی ہے، مسلمانوں کو بہرحال اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اسرائیلی فوج نے جو کیا وہ ان کا فعل ہے۔ اس پر ردِ عمل دینے کے اور طریقے ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی جائز لڑائی ہے تو وہ فوج سے ہو سکتی ہے مگر عورتوں اور بچوں اور بے گناہوں سے نہیں۔

اس لحاظ سے حماس نے جو قدم اٹھایا وہ غلط تھا، اس کا نقصان زیادہ ہوا۔ جو حماس نے کیا اس کا بدلہ حماس تک محدود رہتا تو اچھا تھا۔ مگر جواب اسرائیلی حکومت کر رہی ہے وہ انتہائی خطرناک فعل ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ سلسلہ اب رکے گا نہیں۔ اسرائیلی حکومت کا تو یہ اعلان ہے کہ ہم غزہ کو بالکل مٹا دیں گے۔ اس کیلئے انہوں نے بے تحاشا بمباری کی، اور پورے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ اب نئی صورت یہ پیدا ہوئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک ملین سے زیادہ لوگ غزہ سے نکل جائیں۔ اس پر شکر ہے کہ کچھ مری مری سی ہی سہی کچھ تو آواز اقوام متحدہ کی نکلی ہے کہ یہ انسانی حقوق کی پامالی ہے اور یہ غلط ہوگا۔ ان معصوم شہریوں کا جو جنگ نہیں کر رہے کوئی قصور نہیں۔ اگر دنیا اسرائیلی عورتوں اور بچوں کو معصوم سمجھتی ہے تو یہ فلسطینی عورتیں اور بچے بھی معصوم ہیں۔

ان اہل کتاب کی اپنی کتاب بھی یہی کہتی ہے کہ اس طرح کا قتل و غارت جائز نہیں۔ مسلمانوں پر الزام ہے کہ انہوں نے غلط کیا تو یہ لوگ اپنے گریبانوں میں بھی جھانکیں۔

بہرحال ہمیں بہت دعا کی ضرورت ہے۔ فلسطین کے سفیر نے یہاں یہی کہا ہے کہ حماس ایک جنگجو گروہ ہے وہ حکومت نہیں ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ سوال اٹھایا اور ان کی یہ بات درست ہے کہ اگر حقیقی انصاف قائم کیا جاتا تو یہ باتیں پیدا ہی نہ ہوتیں۔ اگر بڑی طاقتیں اپنے دوہرے معیار نہ رکھیں تو ایسی بدامنی اور یہ جنگیں کبھی نہ ہوں۔ اب تمام بڑی مغربی طاقتیں انصاف کو ایک طرف رکھ کر فلسطین پر ظلم کیلئے اکٹھی ہو رہی ہیں اور ہر طرف سے فوجیں بھجوانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میڈیا میں غلط رپورٹنگ ہو رہی ہے۔ یہ لوگ جسکی لاٹھی اسکی بھینس کے اصول پر کاربند ہیں۔ جن کے ہاتھ میں دنیا کی معیشت ہے اِنہوں نے اُن کے آگے ہی جھکنا ہے۔ اگر جائزہ لیا جائے تو لگتا ہے کہ بڑی طاقتیں جنگ بھڑکانے میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ جنگ ختم کرنا نہیں چاہتے۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز بنائی گئی مگر انصاف نہ کرنے کی وجہ سے وہ ناکام ہوئی اور دوسری عالمی جنگ ہو گئی۔ جس میں سات کروڑ انسان اپنی جان سے گئے۔ پھر اقوام متحدہ بنائی گئی مگر اب اس کا بھی یہی حال ہو رہا ہے اور وہ بھی بری طرح ناکام ہو رہی ہے۔ یہ بنائی تو اس لیے گئی تھی کہ اسکے ذریعے انصاف قائم کیا جائے گا اور مظلوموں کا ساتھ دیا جائے گا۔ جنگوں کے خاتمے کی کوشش ہوگی۔ مگر ان مقاصد کا دُور دُور تک پتا نہیں ہے۔ ہر کوئی اپنے مفادات کیلئے کوشاں ہے۔ اب جب اس ناانصافی کی وجہ سے جنگ ہوگی تو اس سے ہونے والے نقصان کا عام آدمی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ ایسے حالات میں مسلمان ملکوں کو ہوش سے کام لینا چاہئے اور اپنے اختلافات مٹا کر وحدت قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسلمان طاقتوں کو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔

اللہ تعالیٰ مسلمان حکومتوں کو عقل دے اور یہ ایک ہو کر انصاف قائم کرنے والے بنیں۔ دنیا کی طاقتوں کو بھی عقل عطا فرمائے کہ یہ دنیا کو جنگ میں دھکیلنے کی بجائے اسے تباہی اور بربادی سے بچانے کی کوشش کریں۔ ان بڑی طاقتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر تباہی ہوگی تو یہ بڑی طاقتیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔

ہمارے پاس تو دعا کا ہتھیار ہے اس لیے ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اس حوالے سے دعا کرنی چاہئے۔ غزہ میں بعض احمدی گھرانے بھی گھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی محفوظ رکھے اور سب معصوموں کو محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ حماس کو بھی عقل دے اور یہ لوگ خود اپنے لوگوں پر ظلم کرنے کے ذمہ دار نہ بنیں۔ کسی قوم کی دشمنی انصاف سے دور کرنے والی نہ ہو، یہی قرآن کریم کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں کو بھی توفیق دے کہ یہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے امن قائم کرنے والی بنیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دنیا میں امن اور خوشحالی دیکھنے والے ہوں۔ آمین

خطبے کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب آف حلقہ مسجد فضل لندن یو.کے کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ حاضر ادا کی۔ اسی طرح حضور انور نے مکرمہ وسیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر شفیق سہگل صاحب (سابق امیر ضلع ملتان) کا بھی ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad